

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226412

UNIVERSAL
LIBRARY

جملہ حقوق ہذا پر ہر رجسٹری محفوظ ہے

نفائس القصص والحکایا

کا
دوسرا حصہ

OSMANIA UNIVERSITY

COLLEGE LIBRARY

کتب حدیث سے حکایتیں اور قصے انتخاب کر کے
نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو میں لکھے گئے ہیں

مؤلفہ

مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندھری

ترجمہ قرآن مجید و مصنف الاسلام و مصلح القوم وغیرہ

۱۳۳۲ ہجری مطابق ۱۹۱۴ء مسیوی

مطبوعہ نو لکشر پریس ڈپارٹمنٹ لاہور

۴۰ صبح اسلام

آج کل ہندوستان میں مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا عجیب حل ہو رہا ہے کہیں تو اسلامی مدارس میں بعض بالغوں کی تالیفات پڑھائی جاتی ہیں اور کہیں ماہر لوگوں کا سلسلہ کتب ایضیات مروج ہے۔ لیکن ان سب کتابوں میں پہلے نماز روزے کا معمول بیان ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ حالانکہ جو چیز سب سے مقدم اور ضروری ہے وہ مسلمانوں کو عقائد اسلامیہ سے آگاہ کرنا اور ان کو صحیح الاعتقاد بنانا ہے۔ اور ان کے بیان سے یہ تمام کتابیں خالی ہیں۔ اگر عقائد درست نہیں خصوصاً خدائے تعالیٰ کے بارے میں۔ مثلاً کوئی شخص اُس کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک بناتا اور توحید کے چشمہ صافی کو مکدر کرتا ہے۔ تو وہ ایسے گناہ عظیم کا ارتکاب کرتا ہے جو کبھی بخشا نہیں جائیگا۔ اُس کے تمام اعمال نامقبول اور اُس کی تمام عبادت ضائع ہے۔ بنا برآں ایک ایسے کتاب کی نہایت ضرورت تھی جس میں اُن باتوں کا مفصل بیان ہو جن پر ایمان لانا خدائے تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہایت ضروری ہے۔ اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے الاسلام لکھی گئی ہے جو اسلامی عقائد کے بارے میں نہایت مفید اور بہترین کتاب ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء اور مولوی ابو محمد براہیم صاحب بانی مدرسہ احمدیہ آ رہ اور دیگر علمائے کرام محاسن کو بہت پسند فرمایا ہے۔ اور مولوی نذیر احمد صاحب نے تو انہی زبان سے خوش ہو کر بجا بجا ”گڈ“ ”سوری گڈ“ ”ٹائٹس“ ”ویبری ٹائٹس“ ”جزاک اللہ“ وغیرہ الفاظ تحسین سے داد و تحسین شناسی بھی دی ہے۔ خدا کی توحید کا جو اصل مہول اسلام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس کتاب کا پہلا حصہ جس میں قرآن مجید کے فقے جمع کئے گئے ہیں۔ کئی سال سے چھپ رہا ہے۔ چونکہ اُس کے دیباچے میں حصہ دوم کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس لئے اُس کے پڑھنے والے اس کتاب کو بھی طلب کرتے رہے ہیں اور آج تک اُن کی فرمائشات کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ بعض وجہ سے جن کا بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ اُس کی طبع و اشاعت میں حد سے زیادہ توقف ہو گیا۔ اور دیندار بھائیوں کو انتظار کی تکلیف اٹھانی پڑی +

چونکہ پیشتر حالات ایسے تھے کہ میں اپنی تالیفات کے چھپوانے اور شائع کرنے کی طرف بہ عجلت توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ جالندھر جو مسکن و موطن راقم ہے۔ ایسے کاموں کے لئے مناسب د موزون نہیں۔ اسلئے نہ کوئی کتاب وقت پر چھپ سکتی تھی۔ اور نہ اہل شوق کو وقت پر مل سکتی تھی۔ اب ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ میری تمام کتابوں کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہے اور شائقین کو بروقت طلب فوراً دستیاب ہو سکے۔ چنانچہ جو کتابیں اب تک نہیں چھپی تھیں۔ یا جن کے ادیشن ختم ہو چکے تھے وہ اکثر چھپ کر طیار ہو گئی ہیں اور بعض چھپ رہی ہیں۔ انشاء اللہ وہ بھی جلد شائع ہو جائیں گی +

فتح محمد خاں

دفتر اردو - لاہور

نفائس القصص والحکایات

حصہ دُوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حکایت

الوسیفان بن حرب بیان کرتے ہیں۔ کہ جن ایام میں مجھ میں اور جناب رسالت مآب میں صلح کی ٹھہری تھی۔ اُن دنوں میں اتفاقاً ملک شام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ وجیہ کلبی حضرت کا خط ہرقل بادشاہ روم کے نام لائے۔ جو بصرے کے حاکم کے ذریعے سے بادشاہ کو پہنچا۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ جو صاحب ثبوت کا دعوے کرتے ہیں۔ ان کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟ کسی نے کہا۔ ہاں۔ اُن کی قوم کے بعض سوداگر یہاں

آئے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے قریشیوں کی جماعت کو طلب کیا۔ اور اُن میں میں بھی بلایا گیا۔ اُس نے پوچھا۔ کہ جو بزرگ اپنے تئیں پیغمبر ظاہر کرتے ہیں۔ تم لوگوں میں کون شخص رشتے میں اُن سے زیادہ قریب ہے۔ میں نے کہا۔ میں۔ تب لوگوں نے مجھ کو بادشاہ کے سامنے بٹھایا۔ اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا۔ بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا۔ کہ ابوسفیان کے ساتھیوں سے کہہ دو۔ کہ میں ابوسفیان سے اُن صاحب کا حال دریافت کرتا ہوں۔ جو اپنے تئیں خدا کا پیغمبر کہتے ہیں۔ اگر وہ کچھ جھوٹ بیان کرے۔ تو تم اُس کا جھوٹ ظاہر کر دینا +

ابوسفیان خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ اگر مجھے جھوٹا مشہور ہونے کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں ضرور جھوٹ بیان کرتا +

اب بادشاہ کی طرف سے سوال اور ابوسفیان کی طرف سے جواب شروع ہوئے +

بادشاہ۔ اُن بزرگ کا حسب و نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ ابوسفیان۔ وہ نہایت شریف اور بڑے عالی خاندان ہیں۔ بادشاہ۔ ایسا دعوے تم میں سے

کبھی کسی اور نے بھی کیا ہے؟ ابوسفیان۔ کسی نے
 نہیں کیا۔ بادشاہ۔ اُن کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ
 بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان۔ کوئی نہیں۔ بادشاہ۔ نبوت
 کے دعوے سے پہلے اُن کا کبھی کوئی جھوٹ بھی ظاہر
 ہوا ہے؟ ابوسفیان۔ نہیں۔ بادشاہ۔ کس قسم کے
 لوگ ان کے تابع ہیں۔ امیر یا غریب؟ ابوسفیان۔ صرف
 غریب۔ بادشاہ۔ ان کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں۔ یا
 گھٹتے جاتے ہیں۔ ابوسفیان۔ بڑھتے جاتے ہیں۔ بادشاہ
 بھلا کوئی ان میں سے کبھی اُن کے دین سے ناخوش
 ہو کر پھر بھی گیا ہے؟ ابوسفیان۔ نہیں۔ بادشاہ۔ کبھی
 تم میں اُن میں لڑائی بھی ہوئی ہے؟ ابوسفیان۔ ہاں۔
 بادشاہ۔ لڑائی کا کیا حال رہا؟ ابوسفیان۔ کبھی وہ
 غالب مجھے کبھی ہم۔ بادشاہ۔ کیا اُنھوں نے کبھی عہد
 شملتی بھی کی ہے؟ ابوسفیان۔ پہلے تو نہیں کی۔ مگر
 معلوم نہیں۔ کہ اس صلح میں وہ کیا کرینگے؟ ابوسفیان
 کہتے ہیں کہ بخدا صرف اتنی بات کے سوا میں اور کچھ نہ ملا سکا
 بادشاہ اُن سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں نبوت کا
 دعوے کیا تھا؟ ابوسفیان۔ نہیں +

جب یہ باتیں ہو لیں۔ تو بادشاہ نے اپنے ترجمان

سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے اُن کا حسب و نسب پوچھا۔ تو تم نے ان کو نہایت شریف اور بڑا عالی خاندان بیان کیا۔ پیغمبر لوگ شریف اور عالی خاندان ہی ہوا کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر اُن کا کوئی قرابت مند بادشاہ ہوا ہوگا۔ تو ممکن ہے۔ کہ یہ نبوت کی آڑ میں اپنی بادشاہت چاہتے ہوں۔ میں نے اُن کے تابعین کا حال پوچھا۔ تو تم نے غریب لوگ بیان کئے۔ پیغمبروں کے ماننے والے شروع میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ نبوت کے دعوے سے پہلے کبھی یہ جھوٹ بولے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے جانا کہ جو خدا کے بندوں سے کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو۔ وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھے گا۔ میں نے پوچھا۔ ان کا دین قبول کر کے کوئی پھر بھی جاتا ہے۔ تو تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے۔ کہ جب دل میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو پھر کسی طرح سے نکلتا ہی نہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ ان کے تابعین بڑھتے جاتے ہیں۔ یا گھٹتے جاتے ہیں۔ تم نے کہا بڑھتے جاتے ہیں۔ سو دین حق روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔ میں نے رٹائی کا حال پوچھا۔ تو تم نے کہا کبھی وہ جیتے ہیں

کبھی ہم پیغمبرِ لوگ پہلے دین کے دشمنوں کے ساتھ اسی طرح آڑے جاتے ہیں۔ آخر کار غلیہ پیغمبروں ہی کو ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کہ انھوں نے کبھی ہر عہدی بھی کی ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ پیغمبرِ عہد شکنی نہیں کیا کرتے۔ میں نے پوچھا۔ کہ پہلے بھی ان کے ہاں کسی نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اگر پہلے کسی نے اُن میں سے اس طرح کا دعوے کیا ہو۔ تو ممکن تھا کہ انھوں نے بھی وہی چال اختیار کی ہو +

پھر بادشاہ نے کہا اب یہ بتاؤ کہ وہ حکم کیا کرتے ہیں۔ یعنی بتاتے اور سکھاتے کیا ہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کہ غار پڑھنے روزے رکھنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے۔ حرام سے بچنے کا حکم کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر اتھارا بیان صحیح ہے۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ وہ پیغمبر ہیں۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ آخر زمانے میں ایک پیغمبر آنے والے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ تم اہل عرب میں ہونگے۔ اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا۔ تو بڑے شوق سے ان کی زیارت کرتا۔ اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو اُن کے پاؤں دھوتا۔ اور میں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ یہ ملک جس پر میں آج حکومت کر رہا ہوں یعنی ملک

شام و روم) ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ وہ اس پر قابض ہو جائیگے۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوا یا۔ اور اُس کو پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔

از طرف
محمد رسول اللہ
بجانب
ہرقل بادشاہ روم

جو لوگ سیدھے رستے پر چلنے والے ہیں۔ اُن کو سلام۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ میں آپ کو دین اسلام کی دعوت کرتا ہوں۔ اسلام قبول کیجئے کہ موجب سلامت ہو۔ اگر آپ اسلام لے آئیگے تو خدا آپ کو دوسرا ثواب دیگا یعنی ایک ثواب دین عیسوی کا اور دوسرا دین اسلام کا) اور اگر آپ نے اس دین کو قبول نہ کیا۔ تو آپ پر رعایا اور تابعین کا گناہ ہوگا (خدا فرماتا ہے) اے پیغمبر (ان سے) کہو کہ اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف رجوع کرو۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں مانی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا

اپنا مالک نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ اس بات کے ماننے سے اعراض کریں۔ تو اُن سے کہہ دو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کے ماننے والے ہیں +

جب یہ خط پڑھا گیا۔ تو اہل دربار میں بہت مباحثہ اور نہایت شور و غل ہوا۔ تو بادشاہ نے قرین مصلحت سمجھا۔ کہ ہم کو رخصت کر دے۔ ابرسیفیان کہتے ہیں کہ جس وقت ہم دربار سے باہر نکلے۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ اللہ اللہ! محمد کا ایسا رتبہ ہے کہ بادشاہ روم بھی اس سے ڈرتا ہے۔ اور آخر کار جیسا کہ میں یقین کرتا تھا۔ کہ حضرت کا سب پر غلبہ ہو جائیگا۔ خدا نے مجھے بھی دین اسلام میں داخل فرمایا +

حکایت

ایک شخص کسی میدان میں جا رہا تھا کہ بادل میں سے یہ آواز اُس کے کان میں پہنچی۔ کہ اے بادل! فلاں شخص کا کھیت سیراب کر دے۔ بادل اس کھیت کی طرف جھکا۔ اور موسلا دھار برسا۔ اس شخص نے کھیت کی طرف جو نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی کُداں لٹے کھیت میں پانی اُدھر اُدھر کر رہا ہے۔ نام پوچھا تو اُس نے وہی نام بتایا۔ جو بادل میں سے سنا تھا۔ کھیت والے نے کہا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا ہے۔

اُس نے وجہ بتائی اور پوچھا کہ تم اپنی کھیتی میں کیا کیا کرتے ہو؟
 اُس نے کہا میں اس کی پیداوار کے تین حصے کیا کرتا ہوں۔
 ایک حصہ راہ خدا میں دیا کرتا ہوں۔ ایک حصہ اپنے اور
 اپنے خیال پر خرچ کیا کرتا ہوں۔ ایک حصہ کھیت کی آبادی
 میں لگاتا ہوں۔

حکایت

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔
 کہ بنی اسرائیل میں نین شخص تھے۔ ایک کوڑھی۔ ایک گنجا۔ ایک
 اندھا۔ خدا کو تینوں کی آزمائش منظور ہوئی۔ تو اس نے اس کے
 لئے اپنا فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے کوڑھی سے پوچھا۔ تجھے کس چیز
 کی خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ خوشنما رنگ اور خوبصورت کھال
 کی۔ فرشتے نے اُس کے بدن پر ہاتھ ملا۔ خدا نے اُس کو تندرست
 کر دیا۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کونسا مال چاہیے۔ اس نے کہا۔ اونٹ۔
 فرشتے نے اُس کو دس مہینے کی گامجن ادھنی دی۔ پھر گنچے
 کے پاس جا کر پوچھا کہ تو کس چیز کی آرزو رکھتا ہے۔ اس نے
 کہا مجھے تو عمدہ بال چاہئے۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ
 ملا۔ اور وہ بھی بھلا چنگا ہو گیا۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کونسا مال مطلوب
 ہے۔ اس نے کہا گاٹے۔ فرشتے نے اُس کو گامجن دی۔

اور دعا کی کہ خدا اس میں برکت دے۔ پھر اندھے کے پاس آکر اُس کی خواہش بھی پوچھی۔ اُس نے کہا۔ اندھے کو کیا چاہیئے۔ آنکھیں۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ ملا۔ آنکھیں فی الفور روشن ہو گئیں۔ پھر پوچھا تجھے کونسا مال چاہیئے۔ اس نے کہا بکری۔ فرشتے نے اُس کو گا بھن بکری دی۔ خدا کی شان ان لوگوں کے مال میں اس قدر برکت ہوئی۔ کہ ایک ایک کے پاس جمل جمل بھرا دنٹ اور گائے بیل اور بکریاں ہو گئیں۔ کچھ مدت کے بعد وہی فرشتہ اُسی شکل و صورت میں کوڑھی کے پاس آیا۔ اور کہا میں مسافر ہوں۔ زاد راہ جو میرے پاس تھا جاتا رہا ہے۔ اب خدا کی اعانت اور تمہاری عنایت کے سوا اور کچھ آسرا نہیں۔ میں تم سے اُسی خدا کے نام پر سامان سفر کا سوال کرتا ہوں۔ جس نے تم کو خوشنما رنگ اور خوبصورت کھال اور اُونٹنی عنایت کی۔ کوڑھی نے کہا۔ مجھ پر خود بہت سے خقداروں کا بوجھ ہے۔ اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ تب فرشتے نے کہا میں تجھے کچھ پہچانتا بھی ہوں۔ تُو کوڑھی تھا۔ اور لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ خدا نے تجھے تندستی عطا فرمائی۔ اور تو مفلس تھا۔ خدا نے تجھے مالدار کر دیا۔ اُس نے کہا یہ مال تو ہمارے ہاں پشتہا پشت سے چلا آتا ہے۔ اور میرے باپ دادا نامی گرامی امیر تھے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے۔ تو خدا تیری حالت

دیسی ہی کر دے۔ جیسی پہلے تھی۔ پھر فرشتہ اُسی شکل و صورت
 میں گنجے کے پاس گیا۔ اور اُس سے بھی ویسا ہی سوال کیا۔
 جیسا کوڑھی سے کیا تھا۔ گنجے نے بھی اُسی طرح کا جواب دیا۔
 فرشتے نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہے۔ تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے۔
 جیسا تو پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس گیا۔ اور اُس سے بھی
 اُسی طرح پر کہا۔ اس نے کہا۔ خدا نے مجھ پر بہت احسان کئے
 ہیں۔ میں اندھا تھا۔ اس نے مجھے آنکھیں بخشیں۔ غریب تھا۔
 امیر کر دیا۔ تم کو اختیار ہے کہ میرے مال میں سے جتنا چاہو
 لے لو۔ اور جس قدر چاہو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم جو چیز تم خدا کے
 واسطے مانگو گے۔ مجھ کو اُس کے دینے میں ہرگز تامل نہ ہوگا۔
 فرشتے نے کہا تم کو تمہارا مال مبارک رہے۔ خدا کو تم تینوں شخصوں
 کی آزمائش منظور تھی۔ سو وہ تم سے خوش ہوا۔ اور ان دونوں
 سے ناخوش ہوا۔

حکایت

ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 اصحاب سے پوچھا کہ آج روزے سے کون ہے؟ حضرت ابوبکر
 نے عرض کیا میں ہوں۔ پھر پوچھا۔ آج جنازے کے ساتھ کون
 گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں گیا تھا۔ پھر پوچھا آج

محتاج کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا۔
میں نے پھر پوچھا آج بیار پُرسی کس نے کی ہے؟ حضرت
ابو بکر نے عرض کیا میں نے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس شخص
میں یہ اوصاف جمع ہونگے۔ وہ ضرور بہشت میں جائیگا۔

حکایت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ
ہر مسلمان کو حکم ہے۔ کہ صدقہ کرے۔ لوگوں نے عرض کیا۔
حضرت اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟ فرمایا۔ چاہئے کہ کمائے اور
اس سے اپنے کو اور دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پھر عرض کیا۔ اگر
یہ بھی نہ ہو سکے یا نہ کرے۔ فرمایا۔ حاجتمند شکستہ خاطر کی مدد
کرے۔ پھر عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا۔ تو نیک بات
بتائے۔ پھر عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا۔ اپنی بُرائی سے
لوگوں کو بچائے۔ یہ بھی صدقہ ہی ہے۔

حکایت

نبی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سے پوچھا
یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں۔ میں تحفہ کس کو دوں؟ فرمایا
جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔

حکایت

ایک عورت نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقے کے طور پر دی تھی۔ اور اب میری ماں مر گئی ہے اُس لونڈی کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم کو پورا ثواب بھی مل گیا۔ اور میراث میں تمہاری لونڈی بھی تم کو مل گئی۔ پھر اُس نے پوچھا کہ میری ماں پر ایک مہینے کے روزے ہیں۔ کیا میں اُس کی طرف سے رکھ لوں؟ فرمایا۔ ہاں رکھ لو۔ پھر پوچھا اُس نے کبھی حج نہیں کیا تھا۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا۔ ہاں کر لو +

حکایت

حضرت نے فرمایا ہے۔ جو شخص روزہ رکھ کر بُری باتیں کرنی اور بُرے کام کرنے نہ چھوڑے۔ تو خدا کو اس بات کی کچھ حاجت نہیں۔ کہ وہ صرف کھانا پینا ترک کر دے۔ (یعنی خدا کو پرہیزگاری مطلوب ہے نہ صرف فاقہ کشی) +

حکایت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز جناب رسالت مآب نے مجھ سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا۔ کچھ نہیں۔ فرمایا تو میں اب روزہ ہی رکھ لیتا ہوں۔ پھر آپ دوسرے دن میرے ہاں تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مالیدہ ستخفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا لاؤ تو۔ میں تو صبح سے روزہ دار تھا۔ یہ فرما کر مالیدہ تناول فرمایا۔

حکایت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے پوچھا ابو منذر! بھلا تمہیں قرآن مجید کی بہت بہتر آیت کونسی یاد ہے؟ انھوں نے کہا۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ تو آپ نے اُن کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تم کو علم مبارک ہو۔

حکایت

ایک بڑھا اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھٹتا

۱۵ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فضل روزے کی نیت دن چڑھے بھی درست

ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فضل روزے کو بڑا کرنا بھی کچھ ضرور نہیں۔

۱۶ (ترجمہ) اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ کا رفاۃ عالم کا سبب ہے۔

چلا جاتا تھا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ حالت دیکھی۔ تو پوچھا کہ یہ اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیادہ پا حج کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے جو اپنے تنیں آپ عذاب میں ڈال رکھا ہے خدا کو اس کی کچھ حاجت نہیں +

حکایت

کسی نے حضرت سرور عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی میرا مال زبردستی لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ فرمایا مت دو۔ اُس نے کہا۔ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ فرمایا تم بھی لڑو۔ اُس نے کہا اگر وہ مجھے مار ڈالے؟ فرمایا تم کو شہادت کا درجہ ملے گا یعنی تم بہشت میں جاؤ گے، اُس نے کہا اگر میں اُسے مار ڈالوں؟ فرمایا وہ دوزخ میں جائیگا +

حکایت

حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت حسن چھوٹے سے بچے تھے۔ کہ حضرت سرور کائنات نے اُن کو چوما اور پیار کیا۔ آپ کے پاس اقرع بن جابس بیٹھے تھے۔ کہنے لگے۔ کہ میرے دس لڑکے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ یہ سُنکر آپ نے

تعجب کیا اور فرمایا۔ کہ جو رحم و شفقت نہیں کرتا۔ اُس سے بھی
شفقت کا سلوک نہیں کیا جاتا +

حکایت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک شخص نے
کسی کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تم نے اپنے بھائی
کی گردن کاٹ ڈالی۔ اس کلمے کو تین بار دہرایا اور فرمایا کہ اگر
کسی کو کسی کی تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہے کہ فلاں شخص
میرے خیال میں ایسا ہے اور اُس کے اصل حال سے خدا
ہی واقف ہے۔ اور کسی کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہ کہے

حکایت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تم لوگ
جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ خدا اور رسول
ہی خوب جانتے ہیں فرمایا اپنے بھائی کا ذکر پیٹھ پیچھے اس
طرح پر کرنا کہ اگر وہ سُنے۔ تو اُس کے دل کو سچ پہنچے۔ اُس کا
نام غیبت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت اگر وہ بات در
حقیقت ہمارے بھائی میں ہو تو؟ فرمایا اسی وجہ سے تو وہ
غیبت ہے۔ اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تو بُھتان ہے +

حکایت

ایک روز حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آیتیں پڑھیں۔ ایک وہ جس میں یہ ذکر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جھوٹے معبودوں کی نسبت خدا کی جناب میں یہ عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ جو کوئی میری راہ چلا وہی میرا ہے یعنی آیت رَبِّ اٰتٰهُمْ اَفْضَلَنْ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ مَنِ اتَّبَعْتُمْ فَاِنَّهُمْ مَتٰی۔ اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا یہ قول۔ اِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَاَتَتْهُمْ عَذَابٌ۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اور گڑ گڑا گڑا کر یہ دعا کی۔ کہ اے پروردگار میری امت کو بخش دیجو۔ خداے تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ محمد سے جا کر پوچھو۔ کہ تم روتے کیوں ہو؟ حالانکہ خدا اس بات کو خوب جانتا تھا۔ جبرئیل حضرت کے پاس آئے۔ اور رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں امت کے لئے رو رہا ہوں۔ خداے تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا۔ جاؤ اور محمد سے کہہ دو۔ کہ میں تم کو تمہاری امت کے بارے میں خوش کر دوں گا۔ اور اُس کے رنج و غم کے صدمے سے بچا لوں گا +

بلکہ اگر تو ان کو عذاب کرے۔ تو یہ تیرے ہی بندے ہیں +

حکایت

قیامت کے روز جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔
 خدائے تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اگر تجھے تمام دنیا ملے۔ تو کیا
 تو اپنی رہائی کے لئے اُس کو خرچ کر دے؟ وہ عرض کرے گا۔
 ہاں اے میرے پروردگار ضرور خرچ کر دوں۔ تو خدائے تعالیٰ فرمائیگا
 میں نے تو تجھ سے اُس وقت جبکہ تو اپنے باپ کی پشت میں
 تھا۔ اس سے کہیں تھوڑی چیز چاہی تھی۔ مگر تو نے نہ مانا۔ وہ
 چیز یہ تھی۔ کہ مجھے ایک سمجھتا۔ اور کسی کو میرا شریک نہ بنانا۔ مگر
 تو نے اوروں کو میرے ساتھ شریک مقرر کیا۔

حکایت

انس فرماتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہت
 ہی اچھے تھے۔ میں بچہ تھا۔ کہ آپ نے کسی کام کے لئے مجھ کو کہیں جانے
 کو ارشاد فرمایا۔ میں نے کہا واللہ میں نہیں جانے کا۔ مگر دل میں یہ تھا کہ
 کہ جاؤنگا۔ وہاں سے نکل کر ابھی بازار میں جہاں چند لڑکے
 کھیل رہے تھے پہنچا تھا کہ آپ بھی تشریف لے آئے۔ اور پیچھے
 سے میری گردن پکڑ لی۔ میں نے پھر کر جو آپ کی طرف دیکھا۔
 تو آپ نے ہنس کر فرمایا۔ اُنہیں! میں نے تم کو جہاں بھیجا تھا۔

وہاں گئے ہیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب جاتا ہوں ۔

حکایت

ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی بکریاں مانگیں۔ آپ نے دیدیں۔ وہ شخص جب اپنی قوم کے لوگوں میں گیا تو کہنے لگا۔ بھائیو جلدی مسلمان ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تو اتنا دیتے ہیں۔ کہ اُن کو اس بات کا بھی خوف نہیں کہ اُن کے پاس کچھ نہ رہیگا ۔

حکایت

ایک بار لوگوں نے جناب رسالت مآب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ مشرکین کے حق میں بد دعا کیجئے۔ فرمایا میں اس کام کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ رحمت کے لئے آیا ہوں ۔

حکایت

ایک روز حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔ کہ کوئی جنتی جنت میں خدا سے کہنتی کرنے کی تمنا کریگا۔ خدا فرمائیگا۔ کیا یہاں تیرے پاس ہر طرح کا سامان اور جنس موجود نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا۔ پروردگار موجود تو سب کچھ ہے۔ مگر کبھی کرنے

کو جی چاہتا ہے۔ حکم ہوگا۔ کہ شوق ہی پورا کرنا ہے۔ تو کھیتی کی اجازت ہے وہ تخم ریزی کرے گا۔ اور بوٹے گا۔ فوراً کھیتی اُگ جائے گی۔ اور پک کر کٹ جائے گی۔ اور کئی پہاڑوں کے برابر اناج کا انبار ہو جائے گا۔ تو خدائے تعالیٰ فرمائے گا۔ اب آرزو پوری ہو گئی و اے بندے تجھے کوئی نعمت آسودہ نہیں کرتی۔ اس مجلس میں ایک صحرائی بھی تھے۔ انھوں نے جنتی کا یہ حال سنا۔ تو بے ساختہ بول اُٹھے۔ واللہ وہ جنتی یا تو کوئی قریشی ہوگا یا انصاری کیونکہ کھیتی انھیں لوگوں کا کام ہے۔ اور ہم لوگ تو جنگل کے رہنے والے ہیں۔ زراعت نہیں کرتے۔ یہ بات سن کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

حکایت

حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت ایوب غسل کر رہے تھے۔ ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں۔ اور وہ اُن کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔ خدا نے فرمایا۔ ایوب! کیا ہم نے تجھیں ان چیزوں سے بے نیاز نہیں کیا؟ عرض کیا۔ ہاں اے میرے پروردگار مگر تیری ہی عزت کی قسم مجھ کو تیری نعمت سے بے پروائی نہیں ہو سکتی۔

حکایت

انس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی شخص کو اپنے اہل و عیال پر مہربان نہیں دیکھا۔ آپ کے ماحیزا وے ابراہیم مدینے کے ایک گاؤں میں پرورش پاتے تھے۔ آپ بہ اقتضائے شفقت پدری اُن کے دیکھنے کو دیاں تشریف لے جاتے۔ اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ ابراہیم کی دائی کے شوہر لہار تھے۔ ان کے گھر میں بہت سا دُھواں ہوتا تھا۔ آپ اس گھر میں تشریف لے جا کر ابراہیم کو گود میں لیتے اور چومتے اور پیار کرتے۔ پھر لوٹ آتے +

حکایت

ابو جہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد تم لوگوں کے سامنے بھی اپنا منہ خاک پر ملتے ہیں یعنی سجدے کے وقت پیشانی زمین پر رکھتے ہیں، انھوں نے کہا۔ ہاں۔ بولا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر میں یہ حالت دیکھوں۔ تو اُن کی گردن کھلی ڈالوں۔ ایک روز آپ نماز میں معروف تھے کہ ابو جہل آیا۔ اس نے ابھی بے ادبی کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دونوں ہاتھوں سے کچھ روکنا ہڑا پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا ہوا؟ کہنے لگا میرے اور محمد

کے درمیان آگ کا ایک گڑھا ہے۔ جو بڑا خوفناک مقام ہے۔ اور وہاں فرشتے بھی ہیں۔ حضرت نے یہ کیفیت سن کر فرمایا۔ اگر ابوہل میرے قریب آتا۔ تو فرشتے اُس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔

حکایت

قبیلہ ازوشوہ کا ایک شخص جس کا نام ضاؤ تھا۔ آسیب و جن اُتارتا تھا۔ وہ لکے میں آیا۔ تو وہاں احمقوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ محمد دیوانے ہو گئے ہیں۔ ضاؤ نے جو یہ حال سنا تو کہا میں دیکھوں۔ عجب نہیں کہ خداے تعالیٰ میرے ہاتھ سے اُن کو شفا بخشے۔ چنانچہ وہ حضرت کے پاس آیا۔ اور کہا محمد! میں آسیب و جن کا منتر جانتا ہوں۔ اگر آپ کو خواہش ہو۔ تو ارشاد کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ وَتَسْتَغْفِرُہٗ مَنْ یَّہْتَدِہٖ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُضِلّہٗ فَلَا مُدْرِی لَہٗ وَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ اَمَّا بَعْدُ۔ ابھی آپ نے اَمَّا بَعْدُ تک فرمایا

۱۵۔ سب تعریفیں ضاہی کو سزاوار ہیں۔ ہم اُسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ جس کو خدا راہ دکھائے۔ اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے۔ اُس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد

تھا۔ کہ ضاؤ نے کہا۔ اسے پھر پڑھئے۔ آپ نے اس کو تین بار پڑھ کر سنا یا۔ اُس نے سُن کر کہا میں نے کانہوں کے الفاظ بھی سُنے ہیں۔ جاود گروں کے کلمات بھی سُنے ہیں۔ شاعروں کا کلام بھی سُننا ہے۔ مگر جو کلام آپ نے سُنایا ہے ایسا کبھی کسی سے نہیں سُننا۔ یہ کلام تو عجب فصیح و بلیغ اور پاکیزہ و متین ہے۔ لائیے اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ میں قبول اسلام کے لئے بیعت کروں۔ پس وہ اُسی وقت حضرت کے ہاتھ پر اسلام لے آیا +

حکایت

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں۔ کہ ہجرت کے وقت مشرک ہم سے اس قدر قریب تھے۔ کہ ہم غار میں سے اُن کے پاؤں کو اپنے سروں پر دیکھتے تھے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اگر کوئی مشرک اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو ہمیں جھٹ دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا جن دو شخصوں کے ساتھ تیسرا خلا ہو۔ ان کے بارے میں تم ایسا خیالی کیوں کرتے ہو؟

حکایت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سائب کے پاس تشریف

لائے۔ وہ اُس وقت بخار سے کانپ رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا
کیوں کانپ رہی ہو؟ بولیں خدا تپ کو غارت کرے۔ اس کی
وجہ سے کانپ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تپ کو بُرا
نہ کہو۔ یہ آدمی کا گناہ اس طرح دور کر دیتی ہے۔ جیسے
ہمار کی بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی ہے +

حکایت

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت سے بخار ہوا۔ میں جو
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ
لگا کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کو تو سخت بخار ہے۔
فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار آتا ہے۔ میں نے
عرض کیا چونکہ آپ کو دو گنا ثواب ملتا ہے۔ شاید اس لئے تکلیف
بھی دگنی ہو۔ فرمایا ہاں پھر فرمایا۔ جس مسلمان پر بیماری وغیرہ
کی کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو خدا اُس کے گناہوں کو اس طرح
دور کر دیتا ہے۔ جیسے (موسم خزاں میں) درخت سے پتے جھڑ
جاتے ہیں +

حکایت

حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک دن روزہ دار تھے۔ جب

روزہ کھولنے کے وقت اُن کے پاس افطاری آئی۔ تو فرمانے لگے۔ مُصعب بن عُمر جو مجھ سے بہتر تھے۔ جب شہید ہوئے۔ تو ان کے کفن کی چادر اتنی چھوٹی تھی۔ کہ سر ڈھاکتے تھے۔ تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں ڈھاکتے تھے۔ تو سر کھل جاتا تھا۔ پھر جب حمزہ شہید ہوئے اور وہ بھی مجھ سے کہیں بہتر تھے۔ تو اُن کی بے سرو سامانی کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن ہم کو دُنیا کا بہت سا ساز و سامان اور دولت کثرت سے ملی ہے۔ ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں نے جلدی نہ کی ہو یعنی نیکیوں کا صلہ دُنیا ہی میں نہ مل گیا ہو! یہ فرما کر اس قدر روئے کہ کھانا چھوڑ دیا۔

حکایت

ایک دفعہ ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے مرنے والے کی بھلائیاں بیان کیں۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ اُس کی لوگوں نے بُرائیاں بیان کیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا واجب ہوئی؟ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے پہلے مَروے کی خوبیاں بیان کیں۔ اُس کے لئے بہشت واجب ہوئی۔ اور دوسرے کی بُرائیاں بیان کیں۔ اُس کے واسطے دوزخ واجب ہوئی۔ تم لوگ زمین پر خدا کے گواہ ہو۔ مصرع

زبانِ خلق کو نفاہُ خدا سمجھو

حکایت

جس وقت حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی حالت نزع کی تھی۔ تو محبتِ پدری نے آپ کے دل میں درد پیدا کیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر عبدالرحمن بن عوف نے تعجب سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا ابن عوف! یہ آنسو رحمت ہیں۔ یہ فرما کر آپ پھر روئے اور فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل گھلا جاتا ہے۔ مگر باتیں وہی کرتا ہوں۔ جن سے خدا خوش ہو۔ پھر اپنے لختِ جگر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ابراہیم، ہم تمہاری جدائی میں بہت غمناک ہیں۔

حکایت

ایک عورت قبر پر گریہ دزاری کر رہی تھی۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا۔ خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔ اُس نے کہا نصیحت تو آسان ہے۔ لیکن میرے جیسا صبر پہنچا ہوتا تو حقیقت معلوم ہوتی۔ عورت نے اس وقت یہ نہیں جانا تھا کہ صبر کی تلقین کرنے والے حضرت رسول اللہ تھے۔

جب لوگوں نے بتایا کہ آپ پیغمبر خدا تھے۔ تو وہ آپ کے مکان پر حاضر خدمت ہوئی۔ اور معذرت کرنے لگی کہ میں نے جناب کو پہچانا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا صبر وہی مقبر ہے و مصیبت پڑنے ہی کیا جائے *

حکایت

ایک اصحابی ہر قراءت کے بعد قُلْ هُوَ اللہ پڑھ کر رکعت ختم کرتے تھے۔ لوگوں نے یہ بات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ اُن سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لوگوں نے ان سے سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا۔ اس سورت میں خداے پاک ذات کی صفات مذکور ہیں۔ مجھے ان کا پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان سے کہہ دو کہ خدا بھی اُن کو دوست رکھتا ہے۔

حکایت

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ قرآن سُناؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت بھلا میں آپ کو قرآن سُناؤں۔ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے دوسرے سے

قرآن سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تب میں نے سورہ نسا شروع کی۔
 جب آیہ فَکَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ
 شَهِيدًا تک پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا۔ بس میں نے جو آپ کی طرف
 نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو آپ زار زار رو رہے تھے ۔

حکایت

حضرت خظلہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے مجھ سے
 میرا حال پوچھا۔ میں نے کہا آپ حال کیا پوچھتے ہیں۔ خظلہ
 تو منافق ہو گیا۔ انھوں نے فرمایا۔ آہا یہ کیسی بات کہتے ہو۔
 میں نے کہا جب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوزخ اور بہشت کا حال سُننا
 ہوں۔ تو یہ حال ہو جاتا ہے کہ گویا ان دونوں کو اپنی آنکھوں
 سے دیکھ رہا ہوں۔ اور جب دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو
 جاتا ہوں۔ تو بہت سی باتوں کا خیال بھی نہیں رہتا۔ حضرت
 ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ پھر ہم دونوں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
 میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خظلہ تو منافق ہو گیا۔ آپ نے

اسے (ترجمہ) اسے پیغمبر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک اُمت میں سے
 ایک گواہ لائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے ۔

فرمایا۔ اس کے کیا معنی؟ میں نے اپنا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا واللہ اگر تم لوگ ہر وقت اُسی حال میں رہو۔ جس حال میں میرے پاس رہتے ہو۔ اور خدا کا ذکر کرتے رہو۔ تو فرشتے تمہارے فرشتوں اور تمہارے رستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں مگر حنظلہ ایک گھڑی کسی طرح کی ہے اور ایک گھڑی کسی طرح کی۔ اس کلمے کو آپ نے تین بار فرمایا +

حکایت

ایک مسلمان بیمار ہوا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ وہ نہایت لاغر ہو رہا تھا۔ آپ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا۔ تم تندرستی کی حالت میں خدے تعالیٰ سے کچھ دعا تو نہیں کرتے تھے؟ اُس نے کہا میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا جو عذاب آخرت میں مجھے دینا ہو وہ دنیا ہی میں دے لے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ۔ تم خدا کے عذاب کو کہاں سمہ سکتے ہو۔ یوں کیوں نہ کہا۔ کہ اے خدا مجھ کو دنیا اور آخرت دونوں جان میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ پھر اُس نے اسی طرح دعا مانگی۔ تو خدا نے اُس کو تندرست کر دیا +

حکایت

ایک دفعہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی مرد کسی اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ اکیلا نہ رہے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیوی حج کو طیار ہے اور میں ساتھ جانے سے معذور ہوں۔ کیونکہ میرا نام کئی لڑائیوں میں جانے کو لکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ اور اُسے حج کراؤ۔

حکایت

ایک رات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک کافر مہمان ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے بکری کا دودھ دوہ کر پلاؤ۔ ایک بکری دوہی گئی۔ وہ اُس کا دودھ پی گیا۔ دوسری دوہی گئی۔ وہ بھی پی گیا۔ تیسری دوہی گئی وہ بھی پی گیا۔ اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ صبح کو خدا نے اُس کو اسلام کی نعمت نصیب فرمائی۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ اس کو بکری کا دودھ دوہ کر پلاؤ۔ ایک بکری کا دودھ تو وہ پی گیا۔ مگر دوسری بکری کا سب دودھ نہ پی سکا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے۔ اور کافر سات آنتوں میں۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت سفر میں تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہے۔ اور لوگوں نے اس پر سایہ کر رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ روزے کے سبب بیہوش ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں ہے۔

حکایت

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس اہل یمن کے ساتھ اویس قرنی آئیں گے۔ وہ پہلے برص میں مبتلا تھے۔ اب وہ مرض تو جاتا رہا ہے۔ مگر ایک دلغ بقدر دم باقی ہے۔ اپنی والدہ کے بڑے خدمت گزار اور فرماں بردار ہیں۔ نیکو کار ایسے کہ اگر خدا کے بھروسے پر قسم کھالیں۔ تو خدا ان کو سچا ہی کر دے۔ تو عمر اگر تم سے ہو سکے تو کوشش کرنا کہ ان سے اپنے حق میں دعائے مغفرت کراؤ۔ جب حضرت عمر اپنی عمر کے سال آخر میں حج کو تشریف لے گئے۔ تو وہاں یمن کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں اویس قرنی بھی ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ اویس قرنی تو کوئی مشہور و معروف اور معزز شخص ہم میں نہیں ہے۔ البتہ میرا ایک بھائی ہے۔ اُس کا نام بھی اویس

ہے۔ مگر وہ تو ایک گنہگار اور حقیر شخص ہے۔ ہمارے اونٹ پھرایا کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بھلا تم ہمیں ان سے ملا دو گے؟ اُس نے کہا۔ ہاں میرے ساتھ تشریف لے چلیے۔ عرفات کے جنگل میں اونٹ چراتا ہوگا۔ وہاں ملاقات ہو جائیگی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جنگل میں جا کر دیکھا۔ کہ اویسؓ تو نماز پڑھ رہے اور رکوع و سجود کر رہے ہیں اور اونٹ وارد گرد چر رہے ہیں۔ طریق مسنون کے مطابق دونوں طرف سے رسم اسلام ادا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے نام دریافت فرمایا انھوں نے کہا خدا کا بندہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آسمان و زمین میں جتنے لوگ ہیں۔ سبھی خدا کے بندے ہیں۔ آپ اپنا وہ نام بتائیں۔ جو والدین نے رکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ نام پوچھنے سے کیا فائدہ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آپ کے اوصاف اور نشان بتائے ہیں سو ہم نے آپ کو شناخت کر لیا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ میرا ہی نام اویس قرنی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے کبھی خصوصیت کے ساتھ اپنے لئے یا کسی اور شخص کے لئے دعا نہیں کی۔ عام طور پر سب مومنوں کے حق میں دعا کیا کرتا ہوں۔ پھر دونوں صاحبوں سے ان

۱۵ یعنی عبداللہ +

کے نام پوچھے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ تو امیر المومنین عمر ہیں۔ اور میں علی بن ابی طالب ہوں۔ تب اویس تعظیم کے لئے سنبھل بیٹھے۔ اور فرمانے لگے کہ اے امیر المومنین اور اے علی بن ابی طالب تم پر خدا کی طرف سے سلامت اور رحمت ہو۔ اور خدا تم کو اس اُمت کی طرف سے نیک صلہ عنایت فرمائے۔ حضرت عمر نے چاہا کہ کچھ خرچ پات اور لباس و پارچات سے ان کی مدد کریں۔ مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ دوسرخ میں بڑے بڑے غار ہیں اور ان کو دبلے پتلے اور بھوکے لوگوں کے سوا کوئی پھاند نہیں سکے گا۔ سو میں نہیں چاہتا کہ پیٹ بھر کر کھاؤں اور موٹا تازہ ہو جاؤں +

حکایت

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں۔ کہ میں اُن سے ملتا ہوں۔ اور وہ مجھے پھوڑتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں۔ میں درگزر کرتا ہوں۔ وہ زیادتی کرتے ہیں۔ فرمایا اگر واقع میں تم ایسے ہی ہو۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ تو گویا تم ان پر خاک ڈالتے ہو۔ اور جب تک تمہارا یہی حال ہے۔ خدا تمہارا مددگار ہے +

حکایت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ ایک سائل ہمارے ہاں آئی۔ اور سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس صرف ایک خرما تھا۔ میں نے مہی اُسے دے دیا۔ اُس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔ اُس نے خرے کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں لڑکیوں کو دے دیا۔ اور چلی گئی۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں نے یہ کیفیت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ جس کو خدا لڑکیاں دے۔ اور وہ اُن پر شفقت اور اُن کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ تو وہ لڑکیاں اُس کے اور دوزخ کے بیچ میں آکر ہو جائیں گے۔

حکایت

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم بھائی کی تو مدد ہو سکتی ہے۔ بھلا ظالم کی مدد کیونکر کی جائے؟ فرمایا اُسے ظلم کرنے سے روکو۔ یہی اُس کی مدد ہے۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی
قسم وہ مومن نہیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کون مومن نہیں
فرمایا۔ جس کے ضرر سے اُس کے پڑوسی نہ بچیں۔

حکایت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان
اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لئے کسی گھاٹوں میں چلا جاتا
تھا۔ رستے میں خدا کے حکم سے ایک فرشتہ آ بیٹھا۔ جب وہ شخص
فرشتے کے پاس پہنچا۔ تو فرشتے نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟
اُس نے کہا میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی ملاقات کو جاتا
ہوں۔ فرشتے نے کہا کیا تم اُس سے اپنے کسی احسان کا بدلہ
لیئے جاتے ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ میں تو صرف اس لئے
جاتا ہوں۔ کہ مجھے اُس سے خدا واسطے کی محبت ہے۔ تب فرشتے
نے اُس سے کہا کہ مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ تمہیں
بشارت دوں کہ خدا بھی تم سے اتنی ہی محبت رکھتا ہے۔ جتنی
تم خدا کے واسطے اپنے مومن بھائی سے محبت رکھتے ہو۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔
یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی؟ فرمایا تم نے قیامت کے لئے
کیا سامان کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ حضرت اور سامان
تو کچھ نہیں ہے۔ البتہ خدا اور رسول خدا کی محبت رکھتا ہوں۔
فرمایا تو تم قیامت کے روز اُسی کے ساتھ ہو گے۔ جس کی محبت
رکھتے ہو +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہشتی
وہ ہے جو اپنے تئیں حقیر سمجھتا ہو۔ اور اُس کی ظاہری حالت اور
انداز سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہو۔ مگر واقع میں اُس کا یہ حال
ہے۔ کہ اگر وہ خدا پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھے۔ تو خدا اُس کو
سچا ہی کر دے۔ اور دوزخی وہ ہے جو بڑا بد اخلاق۔ بخیل اور
شیخی بگھارنے والا ہے +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص

کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ وہ دوزخ سے نکل آئیگا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی شیخی ہوگی۔ وہ بہشت سے محروم رہیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت! اچھی پوشاک تو سب کو اچھی لگتی ہے۔ فرمایا یہ مطلب نہیں۔ خدا خود خوبصورت ہے۔ اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ شیخی یہ ہے کہ حق بات کو نہ مانے اور خدا کے بندوں کو حقیر جانے۔

حکایت

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگلی ہمت میں ایک شخص کی عمر پوری ہو چکی۔ تو فرشتے اُس کی جان نکالنے آئے۔ اور مرنے والے سے پوچھا۔ تو نے کوئی نیکی بھی کی ہے؟ اُس نے کہا۔ مجھے تو یاد نہیں۔ انھوں نے کہا فکر کر۔ اُس نے سوچ کر کہا کہ میں سودا بیچنے کا کام کیا کرتا تھا۔ اور قیمت کے بارے میں نرمی اختیار کرتا تھا۔ یعنی بامقدور لوگوں کو مہلت دیتا تھا اور غریبوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اس نیکی کی وجہ سے خدا نے اُس کو بخش دیا۔

حکایت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینے

کو جا رہے تھے۔ اونٹ جو تھگ گیا۔ تو آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اتنے میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور اونٹ کو مارا تو وہ پہلے سے بھی تیز چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ جابر! یہ اونٹ ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ انھوں نے اونٹ بیچ دیا۔ لیکن گھر تک اُسی اونٹ پر جانے کی شرط کی۔ جابر کہتے ہیں۔ جب ہم مدینے پہنچے۔ تو میں اونٹ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کی قیمت بھی عنایت فرمائی۔ اور اونٹ بھی مجھے کو دیدیا +

حکایت

کسی نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اگر میں صبر و استقلال اور تبت نیک سے مراد خدا کی راہ میں مارا جاؤں۔ تو کیا خدا میرے تمام گناہ معاف کر دے گا؟ فرمایا ہاں جب وہ جانے لگا تو فرمایا کہ اور گناہ تو بخش دیے جائیں گے لیکن بندوں کا حق نہیں بخشا جائیگا۔ کہ جبریل نے اسی طرح کہا ہے +

حکایت

چند صحابہ کہیں جا رہے تھے۔ کہ ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں

کسی کو بچھو یا سانپ نے کاٹا تھا۔ گاؤں والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اور پوچھا کہ آپ میں کوئی جھاڑ پھونک بھی جانتا ہے؟ ایک صحابی نے جو یہ عمل جانتے تھے۔ دم کرنے کے عوض بکریاں لینے کی شرط کی اور سورت فاسخہ پڑھی۔ بیمار اچھا ہو گیا اور یہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ موجود ہوئے دوسرے صحابہ نے اس فعل کو نا پسند کیا۔ اور کہا۔ تم نے قرآن پڑھنے کا معاوضہ لیا ہے۔ جب مدینے پہنچے۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ قصہ بیان کیا۔ اور کہا کہ حضرت! انھوں نے قرآن کا معاوضہ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جن چیزوں پر معاوضہ لیا جاتا ہے۔ ان میں معاوضہ لینے کے لائق خدا ہی کی کتاب ہے۔ انھوں نے جو کچھ کیا ہے خوب کیا ہے۔ اچھا جو معاوضہ ملا ہے اُس کو بانٹ لو۔ اور ہمارا حصہ بھی لگا دو۔

حکایت

حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملا۔ انھوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر نہایت خوشی سے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے خیبر میں ایک ایسا قطعہ زمین ملا ہے۔ کہ میرے نزدیک کبھی کوئی مال اس سے زیادہ عمدہ اور دلپسند مجھے نہیں ملا۔ جناب کی رائے مبارک میں مجھے اس زمین

کو کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو زمین کو وقف کر دو۔ اور جو اُس کی پیلوار ہو۔ اُس کو صدقہ ٹھہراؤ۔ حضرت عمرؓ نے اسی شرط سے وقف کر دیا۔ کہ زمین نہ فروخت کی جائے۔ اور نہ بطور ہبہ دی جائے۔ نہ اُس کا کوئی وارث ہو اور اُس کی آئینی غریب لوگوں اور رشتہ داروں اور مساکروں اور مہانوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور خدا کی راہ میں خرچ کی جائے اور اگر متولی بھی بقتدر مناسب اُس میں سے خرچ کر لے۔ بشرطیکہ مال جمع کرنا نہ چاہیے۔ تو کچھ گناہ نہیں +

حکایت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ جس سال مکہ فتح ہوا۔ میں ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو میری عیادت کو تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میرے پاس مال و متاع بہت ہے۔ اور بجز ایک بیٹی کے میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ دو تہائی کی کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا بھلا آدھے کی؟ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا۔ تہائی کی؟ فرمایا تہائی بھی بہت ہے۔ مگر خیر اتنے کا تمہیں اختیار ہے۔ اگر تمہارے بعد تمہارے وارث

خوشحال اور فارغ البال ہوں۔ تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ان کو روٹیوں کے لالے پڑ جائیں۔ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں میاں بات تو یہ ہے۔ کہ تم جو کچھ بھی خدا کی خوشنودی کے لئے خرچ کرو گے۔ یہاں تک کہ جو لقمہ بھی اٹھا کر اپنی بیبی کے منہ میں ڈالو گے۔ اُس کا بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نا محرم عورتوں کے پاس جانے سے بہت بچنا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ بھلا دیور بھی اپنی بھادجہ کے پاس نہ جائے؟ فرمایا دیور تو موت ہے +

حکایت

حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے یہ آواز آئی۔ ابو مسعود! جس قدر تم اس غلام پر اختیار رکھتے ہو۔ خدا تم پر اس سے کہیں زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ میں جو پھر کر دیکھتا ہوں۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت میں اس غلام کو خدا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس کو آزاد نہ کرتے تو تمہیں دوزخ میں جلا پڑنا۔

حکایت

قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے اچوری کے الزام میں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر ہوا۔ ایسا سخت حکم اور ایسی معزز عورت کی نسبت لوگوں پر نہایت شاق گزرا۔ تو آپس میں مشورت کرنے لگے۔ کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سفارش کر سکتا ہے۔ کسی نے کہا اسامہ بن زید آپ کے بڑے پیارے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ اسامہ نے سفارش کی تو آپ نے فرمایا اسامہ! تم خدا کی حد میں سفارش کرتے ہو؟ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اگلی امتوں کے لوگ اسی وجہ سے تو ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا۔ تو اُس کو چھوڑ دیتے اور غریب ایسی حرکت کرتا تو اُس کو حد مارتے۔ واللہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی۔ تو میں اُس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

حکایت

ایک شخص جن کا نام عبد اللہ اور لقب حمار تھا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتے تھے وہ کہیں

شراب پی بیٹھے۔ تو حضرت نے اُن کو کوڑے لگوائے۔ وہ پھر یہی حرکت کر بیٹھے اور پھر کوڑے کھائے۔ کسی صحابی نے کہا۔ اس پر خدا کی لعنت یہ بار بار یہی جرم کرتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ آپ نے اسے لعنت کرنے سے منع کیا۔ اور فرمایا خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں۔ کہ یہ شخص خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے +

حکایت

مدینہ منورہ میں رات کو کسی کا گھر جل گیا۔ جناب سرور کاٹنا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ اس کو بجھا کر سویا کرو +

حکایت

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت کے پاس کہیں سے بستی حلہ (تہبند) ہدیہ آیا۔ آپ نے اُسے میرے پاس بھیج دیا۔ میں نے اُس کو پہن لیا۔ تو آپ کے چہرہ مبارک پر آثارِ غصہ نمودار ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں نے اُس کو تمھارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم اسے پھاڑ کر عورتوں کے لئے اوڑھنیاں بنا دو گے +

حکایت

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے ایک ریشمی قبا ہدیہ بھیجی۔ آپ نے اُسے پہنتے کے ساتھ اُتار ڈالا۔ اور حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔ صحابہ نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ آپ نے اُسے اُتار کیوں دیا۔ فرمایا مجھ کو جبرئیل نے آکر منع کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جس چیز کو آپ نے ناپسند فرمایا ہے۔ میں اُسے پہنوں تو میرا کیا حال ہوگا۔ فرمایا میں نے تم کو قبا پہننے کے لئے نہیں دی۔ بلکہ اس لئے دی ہے کہ اُسے بیچ ڈالو۔ حضرت عمر نے اُسے چھ سو روپے کو بیچ ڈالا +

حکایت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ تو آپ نے خود اس انگوٹھی کو اُس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ بعض آدمی آج کے انگارے جان پوچھ کر اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ جب آپ تشریف لے گئے۔ تو کسی نے اس شخص سے کہا۔ اپنی انگوٹھی اٹھا لو کہ کسی اور کام آجائیگی۔ اُس نے کہا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اُسے نکال کر پھینکا ہے تو خدا کی قسم میں اب اس کو چھونے کا بھی نہیں +

حکایت

ایک مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جو عورتیں خوبصورتی کے لئے گودنا گودتی اور گودواتی اور جو بال اکھڑتی اور جو دانتوں کو ریت کر پتلا کرتی۔ یعنی خدا کی بنائی ہوئی حالت کو بدلتی ہیں ان پر خدا کی لعنت۔ ایک عورت کو جو اس امر سے اطلاع ہوئی۔ تو اس نے حضرت عبداللہ سے آکر کہا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور جس پر قرآن مجید میں لعنت آئی ہو میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں۔ عورت نے کہا۔ میں تمام قرآن پڑھی ہوئی ہوں اُس میں کہیں بھی ایسی عورتوں پر میں نے لعنت نہیں پائی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تیں۔ تو اُس میں اسے ضرور پائیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ **لَا تَلْعَنُوا** **الْمَرْءَ لَعَنَ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَسَكُمُ عَنْهُ فَأْتُوهُ**۔ عورت نے کہا۔ یہ آیت تو ضرور لے جو کچھ رسول خدا تم کو دیں اُسے لے لو اور جس سے روکیں۔ اُس سے رُک جاؤ

پڑھی ہے۔ فرمایا تو یاد رکھو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے اس سے منع فرمایا ہے ۔

حکایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ توشک اور تکیہ
خریداجن پر تصویریں تھیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو یاہر
سے تشریف لائے۔ تو آپ کی نظر ان پر پڑ گئی۔ اور آپ دروازے
ہی پر ٹھہر گئے۔ اور اندر تشریف نہ لیگئے۔ حضرت عائشہ نے آپ
کے چہرہ مبارک پر علامت ناخوشی دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ
میری توبہ! مجھ سے کیا تقصیر سرزد ہوئی۔ کہ آپ اندر تشریف نہیں
لاتے۔ آپ نے فرمایا یہ توشک تکیہ کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا۔
یہ میں نے آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدے ہیں
آپ نے فرمایا۔ قیامت کے روز ان تصویر بنانے والوں کو عذاب
ہوگا۔ اور حکم ہوگا کہ یہ تصویریں جو تم نے بنائی ہیں۔ ان میں جان
بھی ڈالو اور یاد رکھو کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ اس میں
فرشتے نہیں آتے ۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو ایک کی

بیماری دوسرے کو لگتی ہے اور نہ ہامہ اور صفر ہی کی کچھ اصلیت ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ بات ہے تو خارشتی اونٹ بھلے چنگے اونٹوں کو کیوں خارشتی بنا دیتا ہے حالانکہ جب وہ ریگستان میں ہوتے ہیں تو ایسے خوشحال ہوتے ہیں جیسے ہرن۔ ان تندرست اونٹوں میں کوئی خارشتی اونٹ آجاتا ہے تو وہ بھی خارشتی ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بھلا تو پہلے اونٹ کو کون خارشتی بناتا ہے ؟

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رستے میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں تو اس سے چارہ ہی نہیں ہم لوگ تو رستے ہی میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم رستے میں بیٹھا کرو۔ تو رستے کا حق بھی ادا کیا کرو۔ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ رستے کا کیا حق ہے ؟ فرمایا آنکھیں نیچی رکھو اور کسی کو تم سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور سلام کا جواب دو۔ اور اچھی باتوں کی ہدایت کرو۔ اور بُری باتوں سے منع کرو +

۱۵ ہامہ اُٹو کو کہتے ہیں جس کی نسبت جاہلوں کا اعتقاد ہے کہ جس گھری پر وہ آ بیٹھتا اور بوتا ہے۔ تو وہ گھر دیران ہو جاتا ہے +

۱۶ صفر سے مراد وہ مہینہ ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔ عوام اس کو محل نزل

بلاد آفات دواڈ جانتے ہیں +

حکایت

ایک دن جابر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ کے ہاں گئے اور دوانہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا۔ کون ہے انھوں نے کہا میں۔ فرمایا میں تو میں بھی ہوں۔ یعنی آپ نے اپنا نام نہ لینے کو ناپسند فرمایا۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت میں نماز روزے زکوٰۃ خیرات کا ذخیرہ تو بہت کچھ لائیگا مگر چونکہ اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناجائز طور پر مال کھایا ہوگا۔ اور کسی کو قتل کیا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔ اس لئے پہلے اُس کی نیکیاں اُن مظلوموں کو دی جائیں گی۔ جب تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور حق داروں کے حق باقی رہ جائیں گے۔ تو پھر اُن کے گناہ اُس پر لا کر اُسے دونخ میں ڈال دیں گے۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام سے گزرے۔

وہاں ایک بکری کا کن لٹا بچہ مرا ہوا پڑا تھا۔ آپ نے اُسے دیکھ کر لوگوں سے پوچھا۔ کوئی اُس کو ایک درم پر خریدنا چاہتا ہے؟ سب نے کہا۔ اسے کوئی خریدنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم جس قدر یہ مُردار تمہارے نزدیک بے قدر اور ناپسندیدہ ہے۔ خدا کے نزدیک دُنیا اس سے کہیں زیادہ بے قدر اور ناپسندیدہ ہے +

حکایت

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ تم میں ایسا کون شخص ہے۔ جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ عزیز ہو؟ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں تو دارثوں کے مال سے اپنا ہی مال زیادہ عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا مال تو وہی ہے جس کو اُس نے زادِ آخرت کر کے بھیجا۔ اور جو وہ چھوڑ جاتا ہے۔ وہ اُس کے دارثوں کا مال ہے +

حکایت

حضرت ابو ہریرہ کو ایک جماعت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جن کے آگے بکری کا بھنا ہوا گوشت رکھا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ کو بھی کھانے کے لئے کہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت پیغمبر

خدا علیہ السلام نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور جو کی روٹی
پیٹ بھر کر نہ کھائی +

حکایت

حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آپ
کھجور کی کھری چٹائی پر لیٹ رہے ہیں۔ اور پہلوے مبارک میں
چٹائی کے نشان پڑ رہے ہیں۔ اور سر کے نیچے چڑے کا ایک تکیہ ہے
جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا۔ یا
رسول اللہ دعا فرمائیے کہ خدا آپ کی اُمت کو کشائش اور آسودگی
انصیب کرے۔ دیکھئے تو فارس و روم کیسے خوش حال ہیں باوجودیکہ وہ
خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا عمر! کس خیال میں ہو۔
ان کافروں کو تو ان کی نیکیوں کا بدلا دینا ہی میں مل گیا ہے۔ کیا
تم کو یہ منظور نہیں۔ کہ وہ دنیا میں چین سے گزار جائیں۔ اور ہم عاقبت
میں دائمی آسائش حاصل کریں +

حکایت

حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے پوچھا کہ آیا ہم غریب مہاجر نہیں
ہیں۔ انھوں نے کہا۔ کیا تمھارے کوئی بیوی ہے۔ جس سے تم راحت

حاصل کرتے ہو۔ کہا جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا بھلا کوئی تمہارا گھر بھی ہے جس میں آرام سے رہتے ہو۔ کہا جی ہاں گھر بھی ہے۔ فرمایا تب تو تم دولت مند ہو۔ اُس نے کہا۔ حضرت میرے پاس خادم بھی ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ آتا تب تو تمہارا شمار بادشاہوں میں ہے۔

حکایت

حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس تین شخص آئے۔ اور کہا کہ بخدا ہم بالکل نادار ہیں۔ نہ ہمارے پاس خنجر ہے نہ سواری ہے نہ اسباب ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تم لوگ کس بات کی خواہش رکھتے ہو؟ اگر مال چاہتے ہو تو پھر آنا جو کچھ خدا دیگا۔ پیش کر دوں گا۔ اور اگر چاہتے ہو۔ تو بادشاہ سے تمہاری سفارش کر دوں۔ اور اگر تم سے ہو سکے۔ تو سب سے بہتر صبر ہے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ غریب مہاجر قیامت میں مالدار لوگوں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے کہا۔ تو ہم صبر ہی کریں گے۔ اور کچھ خواہش نہیں کریں گے۔

حکایت

ابن مسعود فرماتے ہیں۔ میں گویا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ ایک پیغمبر خدا کی جن کو اُن کی قوم نے

اتنا مالا کہ ہو لہان کر دیا۔ یہ کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنے
چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے۔ اور یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ اے
پروردگار میری قوم کا گناہ معاف فرما۔ یہ بے خبر لوگ ہیں +

حکایت

ابو بڑہ فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمر مجھ سے کہنے لگے۔ کہ بھلا
تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟
میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ میرے والد نے
اُن سے یہ کہا تھا کہ ابو موسیٰ! کیا تم اس کو پسند کرتے ہو۔ کہ ہم
جو اسلام لائے۔ اور دین کی خاطر وطن چھوڑا اور خدا کی راہ میں جہاد
کئے۔ اور نیک عمل جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
کئے۔ انہیں اعمال کا ہمیں خدا کے ہاں سے ثواب ملے اور جو عمل ہم
نے آپ کی رحلت کے بعد کئے ہیں۔ اُن کا ہم سے مواخذہ نہ ہو۔
اور اچھے اور بُرے عمل برابر ہو جائیں۔ تمہارے والد نے کہا۔ ہم تو
یہ نہیں چاہتے۔ ہم لوگوں نے آپ کے بعد جہاد کئے ہیں۔ نمازیں پڑھی
ہیں۔ روزے رکھے ہیں۔ اور اور بہت سے نیک کام کئے ہیں۔ ان
کے علاوہ ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں۔ ہم
تو ان تمام کاموں کے صلے کی اُمید رکھتے ہیں۔ یہ سن کر میرے والد
(عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے۔ میں تو اتنا ہی چاہتا ہوں کہ ہمارے وہ اعمال جو ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہیں قائم رہیں اور جو آپ کے بعد کئے ہیں۔ اُن کی ہم سے پریش نہ ہو۔ تو میں نے ابن عمر سے کہا۔ خدا کی قسم بے شک تمہارے والد میرے والد سے بہتر تھے۔

حکایت

جب آیت **وَ اَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ** نازل ہوئی۔ تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفاء پر تشریف لے گئے اور قریش کے ہر ایک قبیلے کا نام لے لے کر پکارنے لگے۔ اے بنی فہرا! اے بنی عدی! یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے۔ اور جو خود نہ آ سکا۔ اُس نے اپنا وکیل بھیج دیا۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ اگر میں تم کو خردوں کہ اس پہاڑ کی طرف سے سواروں کی ایک جماعت نکلنے والی ہے۔ اور وہ تم کو لوٹ لیگی۔ تو کیا تم میری اس خبر کو سچ سمجھو گے؟ سب نے کہا۔ ہاں بے شک ہم سچ سمجھیں گے۔ کیونکہ ہم نے تم کو ہمیشہ سچا دیکھا ہے۔ اور تم سے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں سنی۔ آپ نے فرمایا۔ تو میں تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں۔ کہ تم کو بڑے سخت عذاب کا سامنا ہونے والا ہے۔ یہ سن کر ابو لب بول اُٹھا۔ کہ تو غارت ہو۔

۱۵ (ترجمہ) اے پیغمبر اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

کیا تو نے ہم کو اسی لئے اکٹھا کیا تھا؟ اس کے جواب میں سورت
تَبَّتْ یَدَا اَیْنِ لَمَیْ نَازِلٌ عَلَیْہِ +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرما رہے
تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور اُس نے پوچھا کہ حضرت! قیامت
کب آئیگی۔ آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے۔ تب
سمجھنا کہ قیامت آنے والی ہے۔ دیہاتی نے کہا۔ امانت ضائع
کئے جانے کے کیا معنی؟ فرمایا جب کام نا اہل کے سپرد ہونے لگے

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت
کے روز جس شخص کے عملوں کا حساب مانگا گیا۔ وہ مارا گیا۔
یہ سن کر بیبی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا خدا نے یہ نہیں

۱۵ پوری سورت کا ترجمہ یہ ہے۔ ابولسب ہی کے دونوں ہاتھ ڈھکیں۔ اور
وہ غارت ہو۔ تہ تو اس کا مال ہی اُس کے کچھ کام آئیگا۔ اور نہ جو کچھ اس
نے کمایا۔ وہ عنقریب دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا داخل ہوگا۔ اور
اُس کی جو رو بھی جو سر پر ایندھن اٹھائے پھرتی ہے۔ اور اُس کی گردن
میں بکجور کی پچھال کی رستی ہوگی +

فرمایا۔ کہ فَتَوَفَّيْكَ سَبَّحًا بِأَيْسَرٍ۔ یعنی مومن سے آسان حساب لیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا مومن سے آسان حساب لٹے جانے کے یہ معنی ہیں۔ کہ مومن کو یہ دکھا دیا جائے گا۔ کہ اس نے فلاں فلاں عمل کئے ہیں۔ اور اُس سے کچھ پرسش نہ کی جائیگی۔ اور جس سے حساب میں کچھ بھی پرسش ہوئی۔ وہ ہلاک ہوا +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدائے تعالیٰ مومن شخص سے پوشیدہ پوچھے گا کہ میرے بندے تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ فلاں گناہ یاد ہے؟ وہ کہیگا ہاں اے میرے پروردگار بیشک مجھے یاد ہے۔ یہاں تک کہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کر لیگا۔ اور دل میں سمجھیگا۔ کہ بس اب میں مارا پڑا۔ اتنے میں خدائے تعالیٰ فرمائیگا۔ میں نے تیرے ان گناہوں کی دنیا میں پردہ پوشی کی تھی۔ آج ان کو معاف بھی کرتا ہوں۔ پھر اس کو اُس کی نیکیوں کا اعمال نامہ عنایت فرمائیگا۔ اور کافروں اور منافقوں کو تمام خلقت کے روبرو پکار کر کہیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر افترا کئے تھے۔ اور جھوٹ بہتان باندھے تھے۔ سن لو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے +

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر صحاب سے فرمانے لگے۔ تم سمجھے کہ میں کیوں ہنسا؟ اصحاب نے کہا۔ خدا اور رسول جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت کے روز بندہ جو اپنے پروردگار سے بایں بنائیگا۔ اُن کا خیال کر کے مجھے ہنسی آگئی۔ وہ خدا سے کہیگا۔ اے پروردگار کیا تو نے مجھ کو اطمینان نہیں دلایا تھا کہ مجھ پر ظلم نہیں ہوگا؟ خدا فرمائیگا ہاں بے شک اطمینان دلایا تھا۔ تب بندہ کہیگا۔ کہ میرے گناہوں کے گواہ مجھی میں سے گزرنے چاہیے۔ مجھے اور کسی کی گواہی منظور نہیں۔ خدا فرمائیگا خود تیری اور کرائم کا تبیں فرشتوں کی گواہی تیرے حق میں کافی ہوگی پھر خدا بندے کے منہ پر خاموشی کی مہر کر دے گا۔ اور اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اُس پر گواہی دیں گے۔ کہ اس نے فلاں فلاں گناہ کئے تھے۔ پھر مہر دور کر دی جائیگی۔ تو بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہیگا تمہارا ناس ہو۔ یہ تم نے کیا کیا؟ میں تو تمہاری سجات کے لئے بحث کر رہا تھا۔ اور تم نے خود گناہوں کا اقرار کر لیا۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب مومنے

علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا۔ تو ملک الموت نے آکر کہا میں
آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ موسیٰ نے ان کو ایک ایسا
طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ ملک الموت نے خدا کی
جناب میں جا کر عرض کیا۔ کہ بارالہا تو نے مجھے ایسے بندے
کی روح قبض کرنے کو بھیجا۔ جو مرنا نہیں چاہتا اور اُس نے
طمانچہ مار کر میری آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ خداے تعالیٰ نے اس
کی آنکھ اچھی کر دی۔ اور حکم دیا کہ پھر جاؤ۔ اور موسیٰ سے
کہو کہ اگر تم جینا ہی چاہتے ہو۔ تو اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ
پر رکھو۔ جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے چھپیں۔ اتنے سال
تم اور زندہ رہو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اتنے برس
زندہ رہنے کے بعد پھر کیا ہوگا۔ ملک الموت نے کہا۔ پھر بھی موت
رہا اگر کوئی تا قیامت سلامت

پھر آخر کو مرنا ہے حضرت سلامت

موسیٰ نے کہا کہ اگر پھر بھی مرنا ہی ہے تو ابھی سہی۔ اور
خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو زمین پاک سے
ایک پتھر پھینکنے کے انداز سے قریب کر دے۔ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں بیت المقدس میں ہوتا۔ تو تم کو موٹی
کی قبر رستے کے قریب سرخ پتھر کے پاس دکھا دیتا۔

حکایت

دو عورتیں کہیں جاتی تھیں۔ اور اُن کے ساتھ اُن کا ایک ایک بچہ بھی تھا۔ اتفاقاً ایک بچے کو بھیڑیا اٹھا لے گیا۔ تو ہر ایک دوسری سے کہنے لگی۔ کہ نیزے بچے کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ اور یہ میرا بچہ ہے۔ یہ جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پہنچا اور اُنھوں نے لڑکا بڑی عورت کو دلوا دیا۔ وہ دونوں عورتیں تجویز ثانی کے لئے حضرت سلیمان کے پاس گئیں۔ جو حضرت داؤد کے بیٹے تھے۔ اور روداد بیان کی۔ انھوں نے کہا۔ چھری لاؤ کہ میں اس بچے کو دو ٹکڑے کر کے تم دونوں میں بانٹ دوں۔ چھوٹی جس کا حقیقت میں وہ بچہ تھا۔ کب گوارا کر سکتی تھی۔ کہ اس کے بچے کو ضرر پہنچے۔ وہ جھٹ بول اُٹھی۔ کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ ایسا مت کیجئے۔ یہ بچہ اسی بڑی کا ہے۔ تو سلیمان نے مقدمہ چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔ اور بچہ اُس کو دلوا دیا۔

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر ۱۵ بنی معاویہ الضار کا ایک قبیلہ ہے۔

دیر تک دعا کرتے رہے۔ جب دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے تین دعائیں کی تھیں۔ ان میں سے دو کو تو قبول فرمایا۔ اور تیسری کو قبول نہ فرمایا۔ پہلی دعا یہ تھی۔ کہ بار اکہما میری اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کیجیو۔ دوسری یہ تھی۔ کہ میری اُمت کو ڈوبنے کے عذاب سے بچائیو۔ یہ دونوں دعائیں تو قبول ہوئیں۔ تیسری دعا یہ تھی کہ میری اُمت کے لوگ آپس میں نہ لڑیں۔ یہ قبول نہ ہوئی۔

حکایت

حضرت عازب نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے ہجرت کر کے چلے۔ تو رستے میں کیا کیا گزرا۔ حضرت ابو بکر نے کہا ہم لوگ رستہ کترا کر ساری رات چلتے رہے۔ اور دن کو بھی چلے۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی۔ اور راہ چلنا بند ہوا۔ تو اُس وقت ایک بڑا سایہ دار پیھر نظر پڑا۔ ہم وہاں جا اترے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کی جگہ درست کی۔ اور اس پر ایک پوستین بچھا کر حضرت سے عرض کیا۔ آپ آرام فرمائیں۔ میں نگرانی کرتا رہوں گا۔ آپ سو گئے۔ اور میں ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔

کہ ایک چرواہا چلا آتا ہے۔ میں نے ایک لکڑی کے پیائے میں
 اُس سے دودھ دُھویا۔ جب میں دودھ لے کر آیا۔ تو آپ ابھی
 خواب راحت میں تھے۔ جگانا مناسب نہ سمجھا۔ میں بھی سو رہا۔ جب
 آپ بیدار ہوئے۔ تو میں نے دودھ میں پانی ڈال کر سرد کیا۔ اور
 آپ کی خدمت میں پینے کے لئے پیش کیا۔ آپ نے اس قدر
 پیا کہ میرا جی بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابھی کوچ
 کا وقت نہیں ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہو گیا۔ تب آفتاب ڈھلنے کے
 بعد ٹھنڈے میں ہم دہاں سے چلے۔ اتنے میں سُرارقہ بن مالک
 پیچھے سے ہمیں تلاش کرتا ہوا آ پہنچا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ
 دشمن تو آ پہنچا۔ آپ نے فرمایا خوف نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔
 آپ نے سُرارقہ کے واسطے بددعا کی۔ اُس کا گھوڑا اُسی وقت زمین
 میں پیٹ تک دھس گیا۔ یہ حالت دیکھ کر سُرارقہ کے ہوش اڑے
 اور کہنے لگا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ نے میرے لئے بددعا کی
 ہے۔ اب آپ میری مخلصی کے لئے بھی دعا فرمائیے۔ میں وعدہ
 کرتا ہوں کہ لوگ جو آپ کی تلاش میں آرہے ہیں۔ سب کو
 واپس کر دوں گا۔ آپ نے دعا کی۔ اور خدا نے اُس کو اس عذاب
 سے رہائی بخشی۔ وہ دہاں سے اُٹے پاؤں بھاگا۔ اور رستے میں
 جو تلاش کرنے والا اُسے ملتا گیا۔ سب کو یہ کہہ کر واپس کرتا
 گیا۔ کہ میں خوب تلاش کر چکا ہوں۔ محمد ادھر نہیں ہیں *

حکایت

حضرت جابر روایت کرتے ہیں ہم لوگ جنگ اُحزاب میں خندق کھود رہے تھے۔ اُس میں ایک بڑا بھاری پتھر نکلا۔ صحابہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں خندق میں اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ حضرت کے پیٹ پر بھوک کے سبب پتھر بندھا ہوا تھا۔ اور تین دن سے ہم لوگوں کے حلق میں کوئی چیز نہیں گئی تھی۔ آپ نے کدال لے کر جو اُس پتھر کو مارا۔ تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں اُس وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور پوچھا۔ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہیں۔ یہی نے ایک تھیلہ نکالا۔ اس میں کچھ جو تھے اور میرے پاس گھر کا پلا ہوا بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اُس کو ذبح کیا۔ اتنے میں یہی نے جو پیس ڈالے۔ تب میں نے مانڈی میں گوشت ڈالا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر چپکے سے کہا۔ کہ اس قدر کھانا تو موجود ہے۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے چکے۔ آپ نے پکار کر فرمایا کہ خندق والو! جابر نے ضیافت طیار کی ہے۔ جلدی چلتے جاؤ۔ اور مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں۔ مانڈی

نہ اُتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو میں گونڈھا
 ہوا اُٹا نکال لایا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر
 برکت کی دعا کی۔ پھر ہانڈی کے پاس آکر بھی ایسا ہی کیا۔ پھر
 میری بیبی سے فرمایا۔ کہ اور کسی پکانے والی کو بھی بلاو۔ کہ وہ
 بھی تمہارے ساتھ روٹی پکائے۔ اور دیکھنا ہانڈی سے گوشت
 نکالنے لگو تو اُسے چولھے پر سے نہ اُتارنا۔ جابر کہتے ہیں۔ یہ خندق
 والے لوگ گنتی میں ہزار جوان تھے اور تین دن کے بھوکے تھے۔
 میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ سب نے خوب پیٹ بھر کر کھایا
 اور باقی کھانا چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ابھی ہانڈی اسی طرح کھول
 رہی تھی۔ اور روٹیاں بھی اُسی طرح پکائی جا رہی تھیں +

حکایت

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ جن دنوں میری ماں مُشرک
 تھی۔ میں اُس کو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ وہ بُت پرستی کو چھوڑ کر
 خداے واحد پر ایمان لائے۔ وہ اسلام کو قبول نہیں کرتی تھی۔
 ایک روز جو میں نے اُسے مسلمان ہونے کو کہا۔ تو اُس نے
 حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے سخت
 کلمے کہے۔ جن سے میرے دل کو بہت رنج ہوا۔ میں روتا ہوا
 حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا

فرمائیے۔ کہ خدا میری ماں کو ہدایت کرے۔ آپ نے دعا کی۔ کہ
 اے العالمین ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کر۔ میں اس دعا سے بہت
 خوش ہوا۔ اور نہایت مسرت سے آپ سے رخصت ہوا۔ جب
 گھر کے دروازے پر پہنچا۔ تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے جو میری
 آہٹ سنی تو کہا ابو ہریرہ! ذرا ٹھیر جا۔ میں ٹھہر گیا۔ اور میری ماں
 نے غسل کیا۔ کرتا پہنا اور جلدی کے مارے اور ہنی نہ اڑھنے
 پائی تھی۔ کہ دروازہ کھولنے کو آئی۔ دروازہ کھولتے ہی کہا۔ ابو ہریرہ
 میں گواہی دیتی ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد
 خدا کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں
 مارے خوشی کے پھر حضرت کی خدمت میں گیا۔ آپ خدا کا شکر
 بجا لائے اور کلمہ خیر فرمایا ۛ

حکایت

صحابہ یا تابعین کہا کرتے تھے۔ کہ ابو ہریرہ حضرت رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے حدیثیں روایت کیا کرتے
 ہیں۔ اس کے جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے
 کہا کہ اگر میں نے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنائی ہوں گی۔ تو
 قیامت کو خدا مجھے اس کی سزا دیگا۔ میں جو زیادہ حدیثیں بیان
 کرتا ہوں۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجر تو کاروبار

تجارت میں مصروف رہتے تھے۔ اور انصار زراعت کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ میں ان دھندوں میں سے کسی میں پھنسا ہوا نہ تھا۔ اس لئے ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں حدیثیں بیان کروں۔ اور تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے رہے۔ اور جب حدیثیں بیان کر چکوں۔ تو وہ اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے۔ تو نا ممکن ہے کہ وہ میری حدیثوں میں سے کچھ بھی کبھی بھول جائے۔ یہ ارشاد سن کر میں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ جب حضرت حدیثیں تمام کر چکے۔ تو میں نے اُس کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اُسی ذات پاک کی قسم جس نے حضرت کو سچا بنی کر کے بھیجا۔ جتنی حدیثیں میں نے حضرت سے سنی تھیں۔ اُن میں سے کوئی حدیث کبھی نہ بھولا۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قحط پڑا۔ جمعے کے روز آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب تو مال ہلاک ہو گئے۔ اور بال بچے بھوکوں مر رہے ہیں۔ آپ ہم لوگوں کے لئے خدائے تعالیٰ

سے دعا کریں۔ آپ نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ اُس وقت تک آسمان میں بادل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ انس جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ابھی حضرت دعا کر رہے تھے۔ کہ پہاڑ کی طرف سے بادل اُٹھا۔ اور آپ منبر ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا۔ کہ بارش شروع ہو گئی ہے اور آپ کی ڈاڑھی مبارک سے مینہ کا پانی ٹپک رہا ہے۔ غرض دعا کے وقت سے دوسرے جمعے تک برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعے کو اُسی نے یا اور کسی نے آکر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اب تو گھر ڈھے گئے۔ اور مال غرق ہو گئے۔ آپ ہم لوگوں کے لئے خدائے تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ مینہ ٹھم جائے۔ حضرت نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ کہ بارخدا یا ہمارے ارد گرد برسا۔ اور ہمارے رہنے کی جگہ نہ برسا۔ پھر تو آپ جس طرف اشارہ کر کے دعا کرتے تھے۔ اُس طرف سے بادل پھٹتا جاتا تھا۔ آخر مینہ بالکل صاف ہو گیا۔

حکایت

عمروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔ کہ اوس کی بیٹی اروے نے سعید بن زید پر مروان بن حکم کی عدالت میں یہ دعوئے کیا۔ کہ سعید نے میری زمین پر جبراً قبضہ کر لیا ہے۔ سعید نے

جواب میں یہ بیان کیا۔ کہ مجھ سے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے فعل کی بہت بُرائی سنی ہے۔ مروان نے پوچھا کیا بُرائی سنی ہے ؟ سعید نے کہا۔ حضرت فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین بھی زبردستی دبا لیگا۔ خدائے تعالیٰ اُس زمین کے ساتوں طبق کا طوق بنا کر اُس کے گلے میں ڈال دیگا۔ مروان نے کہا اب گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ پھر سعید نے کہا یا رخدایا اگر یہ عورت جھوٹی ہے۔ تو اسے مابینا کر دے۔ اور اس کو اسی کی زمین میں ہلاک کر۔ خدا کا کرنا۔ اُس عورت کی نظر جاتی رہی۔ ٹپٹپٹ کر چلتی پھرتی تھی۔ اس کے گھر میں ایک بڑا گڑھا تھا۔ اُس میں جو گری۔ تو وہیں مر کر رہ گئی +

حکایت

ایک دن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپ سے زیادہ خرچ کے لئے اضرار کر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر آ گئے۔ اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جو نہی انہوں نے حضرت عمر کی آواز سنی۔ جھٹ سب کی سب چھپ گئیں۔ جب حضرت عمر اندر آئے۔ تو حضرت سرور عالم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ یا رسول اللہ خدا آپ کے

وانتوں کو ہنستا رکھے۔ آپ ہنسنے کیوں؟ فرمایا۔ مجھے ان عورتوں پر ہنسی آئی۔ کہ تمھاری آواز سُنتے ہی بھاگ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن بیبیوں سے کہا۔ اے اپنی جان کی دشمنو۔ مجھ سے تو تم سب ڈر گئیں۔ اور پیغمبر خدا سے تمھیں ڈر نہ لگا۔ بیبیوں نے کہا۔ آپ درشت خو اور سخت گو بھی تو ہیں۔ جناب سرور عالم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شیطان جس رستے میں تمھاری شکل دیکھے گا۔ فوراً بھاگ جائیگا۔

حکایت

ایک روز حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے۔ کہ خداے تعالیٰ نے ایک بندے کو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ یا تو دُنیا کا سازو سامان اور مال و دولت جس قدر چاہے لے لے یا جو نعمتیں خدا کے پاس ہیں۔ ان کو اختیار کرے۔ تو اس بندے نے اُن نعمتوں کو اختیار کیا۔ جو خدا کے پاس ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر کا دل بھر آیا۔ اور اُن کے منہ سے یہی کلمات نکلتے تھے۔ کہ یا رسول اللہ میں اور میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ لوگ تعجب کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد

فرماتے ہیں۔ اور ابوبکر صدیق کیا کہتے ہیں۔ آخر معلوم ہوا کہ اُس بندے سے مراد خود حضرت ہی ہیں۔ اور آپ ہی کو خدا نے اختیار دیا تھا۔ ابوبکر صدیق اس نکتے کو سمجھ گئے۔ کہ خدا کے پاس کی نعمتوں کے اختیار کرنے سے یہ مراد ہے۔ کہ دُنیا سے رحلت کر کے بہشت کی نعمتیں حاصل کریں۔ پس یہ سمجھ کر کہ آپ کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ بے اختیار رونے لگے +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ کسی زمانے میں ایک شخص بیل چرایا تھا۔ جب تھک گیا۔ تو اُس بیل پر سوار ہو گیا۔ بیل نے کہا۔ میں سواری کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ زمین جو تنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا۔ حضرت بیل بولتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہم اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لائے۔ جس وقت آپ نے یہ فرمایا اُس وقت حضرت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے گھر میں بیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ کی رانیں کھلی ہوئی تھیں۔ کہ ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو بلا لیا۔ اور اُسی حال میں گفتگو فرمانے لگے۔ پھر حضرت عمر آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اُن کو بھی اُسی حال میں بلا لیا۔ اور باتیں کرنے لگے پھر حضرت عثمان آئے اور اجازت چاہی۔ اس وقت آپ اُٹھ بیٹھے۔ اور آپ نے رانوں کو ڈھانک لیا۔ جب وہ رخصت ہو گئے۔ تو بنی بنی عائشہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! اباجان آئے۔ پھر عمر آئے۔ تب تو آپ بدستور لیٹے رہے۔ اور ان کے آنے کی کچھ پروا نہ کی۔ اور جب عثمان آئے۔ تو آپ سنبھل بیٹھے۔ اور کپڑے بھی درست کر لئے۔ آپ نے فرمایا جس شخص سے فرشتے جہا کرتے ہوں میں اُس سے کیونکر جہا نہ کروں ۞

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی میں فرمایا۔ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔ جسے خدا اور رسول سے محبت ہے۔ اور خدا اور رسول کو اُس سے محبت ہے۔ اور خدا اُس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ جب صبح ہوئی۔ تو سب اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک یہی پابتا تھا۔ کہ آپ جھنڈا مجھی کو دیں۔ آپ نے پوچھا۔ علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا۔ اُن کی تو آنکھیں دھکتی ہیں فرمایا اُن کو بلا بھیجو۔ وہ آئے۔ تو

آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ اور ایسے اچھے ہو گئے۔ گویا بیمار ہی نہ تھے۔ تب آپ نے اُن کو جھنڈا دیا۔ اُنھوں نے پوچھا یا رسول اللہ جب تک وہ لوگ ہمارے جیسے مسلمان نہ ہو جائیں۔ تب تک ہم اُن سے لڑتے رہیں؟ فرمایا جب تم اُن کے ہاں پہنچو۔ تو اُن کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلاؤ۔ اور خدا کے جو جو حق اُن پر ہیں۔ وہ اُنھیں بتاؤ۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ہاتھ سے ایک متنفس بھی ہدایت پا جائے۔ تو تمہارے لئے سُرُخ اونٹ سے کہیں بہتر ہے +

حکایت

کسی عراقی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا۔ کہ احرام کی حالت میں کبھی مار ڈالنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ انھوں نے فرمایا عراقیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو تو شہید کر ڈالا۔ اب کبھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ حضرت کے نواسے وہ تھے۔ جن کی شان میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ وہ دونوں میرے دنیا کے دو پھول ہیں +

حکایت

ایک شخص نے کسی کا ہاتھ چبا ڈالا۔ اُس نے جو اپنا ہاتھ

اُس کے مُنہ میں سے کھینچا۔ تو چبانے والے کا دانت ٹوٹ گیا۔ اُس نے بادشاہ دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں دانت کے ٹوڑنے کا استغاثہ کیا۔ اور خُونہا چاہا۔ آپ نے فرمایا ایک تو اونٹ کی طرح مستغاث علیہ کا ہاتھ چبا ڈالا۔ پھر اُس سے خُونہا چاہتا ہے۔ اُس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ تیرے مُنہ سے کھینچا تھا۔ تیرا دانت گر پڑا۔ تو اُس کا کیا قصور ہے۔ ایسی صورت میں خُونہا نہیں مل سکتا +

حکایت

ایک شخص نے کسی سے زمین خریدی۔ اتفاق سے اُس زمین میں ایک گھڑا نکلا۔ جس میں سونا تھا۔ خریدار نے بیچنے والے سے گھڑے کے نکلنے کا حال بیان کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ سونا تمہارا ہے۔ اُسے لے لو۔ کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی ہے۔ سونا نہیں خریدار زمین کے بیچنے والے نے کہا۔ کہ میں نے زمین ہی نہیں بیچی۔ بلکہ زمین اور جو کچھ زمین کے اندر تھا۔ سب بیچا ہے۔ غرض وہ اُس سے کہتا تھا۔ کہ سونا تمہارا ہے۔ میرا نہیں ہے۔ وہ اُس سے کہتا تھا۔ کہ میرا نہیں تمہارا ہے۔ آخر اس امر کا فیصلہ کرانے کے لئے کسی اور شخص کے پاس گئے۔ اُس نے پوچھا۔ کہ تم لوگوں کے اولاد بھی ہے؟ ایک نے کہا میرے ایک

لٹکا ہے۔ دوسرے نے کہا۔ میرے ایک لٹکی ہے۔ تو فیصلہ کرنے والے نے کہا۔ کہ اگر تم دونوں سونے کو لینا نہیں چاہتے۔ تو لٹکے کا لٹکی سے نکاح کر دو۔ اور سونا ان دونوں پر خرچ کر دو۔

حکایت

ایک دفعہ دوزخ اور بہشت میں بحث ہو پڑی۔ دوزخ نے بہشت سے کہا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔ کیونکہ خدا کے نافرمانوں اور سرکشوں کو میں سزا دوں گی۔ بہشت نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ خدا کے فرما برداروں کو نعمتوں سے مالا مال کر دوں گی۔ خدا نے فرمایا تم دونوں برابر ہو۔ ایک یعنی دوزخ مظہر غضب الہی ہے۔ دوسری یعنی بہشت مظہر رحمت الہی ہے۔

حکایت

ایک دفعہ جناب رسالت مآب نے گرمی کے موسم میں سفر کیا۔ تو بعض اصحاب روزہ دار تھے۔ اور بعض بے روزہ تھے۔ جب منزل پر پہنچے۔ تو روزہ دار تو بیٹھ گئے۔ اور بے روزہ لوگوں نے خیمے بھی کھڑے کئے۔ اور اونٹوں کو پانی بھی پلایا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج روزہ نہ رکھنے والے

ثواب اُٹا لے گئے ۔

حکایت

ایک شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا۔ کہ مرنے کے بعد خدا اُسے پکڑیگا۔ تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو میری لاش کو جلا کر آدھی راکھ جنگل میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا۔ کیونکہ اگر مجھے خدا نے پکڑ لیا۔ تو ایسا عذاب دیگا۔ کہ تمام عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہیں دیگا۔ جب وہ مر گیا۔ تو اُس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے جنگل کو حکم کیا۔ کہ تمام راکھ اٹھی کر دے اُس نے تمام راکھ اٹھی کر دی۔ اسی طرح دریا کو بھی حکم کیا۔ تو اُس نے بھی سب راکھ جمع کر دی۔ پھر خدا نے اُس شخص کو زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ اُس نے کہا۔ میرے پرووگار! تیرے خوف کے مارے ایسا کیا تھا۔ اور تو اس بات کو خوب جانتا ہے۔ خدا نے اُس کو بخش دیا ۔

حکایت

پہلی اُمتوں میں ایک شخص تھا۔ جس نے بتائے شخصوں کو قتل کیا تھا۔ تو اُس نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ روئے زمین پر

بہت بڑا عالم کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ فلاں درویش بڑا عالم ہے۔ وہ اُس کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ میں نے ننانوے شخصوں کو قتل کیا ہے۔ اگر میں توبہ کروں۔ تو کیا قبول ہو سکتی ہے؟ درویش نے کہا۔ تیری توبہ کے قبول ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ تو اُس نے درویش کو بھی قتل کر کے پورا سوا کر دیا۔ پھر اُس نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ دنیا میں بہت بڑا عالم کون ہے؟ انھوں نے کہا۔ کہ فلاں شخص بڑا عالم ہے۔ وہ اُس کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے سو جانوں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا۔ ہاں قبول ہو سکتی ہے۔ اور کوئی چیز توبہ کے قبول ہونے کو روک نہیں سکتی۔ تم فلاں ملک میں جاؤ۔ وہاں چند لوگ بڑے عابد ہیں۔ تم بھی اُن کے ساتھ خدا کی عبادت کیا کرو۔ اور تاکید کی کہ اپنے ملک میں پھر کبھی نہ آنا۔ کیونکہ وہ بہت بُری جگہ ہے۔ وہ شخص اس ملک کو روانہ ہوا۔ جب آدھا رستہ طے کر چکا۔ تو بیچارے کی زندگی ختم ہو گئی۔ اور موت نے آپکڑا۔ اب اُس کے لئے رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے۔ کہ یہ شخص صدق دل سے توبہ کر کے آیا ہے۔ اس کو ہم لیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے۔ کہ اس نے کبھی ایک بھی نیک کام نہیں کیا۔ اس کو ہم لیں گے۔ اتنے میں ایک فرشتہ انسان کی شکل میں

اُن کے پاس آیا۔ تو انھوں نے اُس کو اپنے درمیان پہنچ
مقرر کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ دونوں طرفوں کی زمینوں کی مسافت
کو ناپو۔ جس طرف کی زمین سے یہ شخص زیادہ قریب ہو۔ اس
کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنا چاہیئے۔ یعنی اگر اُس طرف کی زمین
قریب ہو۔ جہاں کا یہ ارادہ کر کے چلا ہے۔ تو اُس کو رحمت کے
فرشتے لیں۔ اور اگر اُس طرف کی زمین قریب ہو۔ جہاں سے
آیا ہے۔ تو عذاب کے فرشتے لیں۔ جب فرشتوں نے زمین
کو ناپا۔ تو جس ملک کا وہ ارادہ کر کے چلا تھا۔ اس طرف
کی زمین قریب نکلی۔ پس اس کو رحمت کے فرشتوں نے
ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔

حکایت

قیس بن عباد روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مدینے کی
مسجد میں ایک شخص آئے۔ جن کی صورت سے عاجزی اور
فروتنی پائی جاتی تھی۔ لوگ اُن کو دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ شخص جنتی
ہے۔ وہ دو رکعت نماز پڑھ کر مسجد سے نکل چلے۔ میں بھی اُن
کے ساتھ نکلا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ جب آپ مسجد میں گئے۔
تو لوگوں نے کہا۔ کہ یہ جنتی ہیں۔ انھوں نے کہا۔ دیکھو ایسی

بات جھٹ مَنہ سے نہ نکالنی چاہیے۔ مگر میں تجھ کو جنتی کہنے
 کی وجہ بتائے دیتا ہوں۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے زمانے میں میں نے یہ خواب دیکھا۔ کہ ایک بہت
 بڑا باغ ہے۔ سرسبز و شاداب۔ اُس کے وسط میں لوہے کا
 ایک ستون ہے جس کی جڑ تو زمین میں ہے۔ اور سر آسمان
 سے لگا ہوا ہے۔ اور اُس کے سرے پر ایک کڑا ہے۔ کسی
 نے مجھ سے کہا۔ کہ اُس ستون پر چڑھ جا۔ میں نے کہا۔ اس
 پر کیونکر چڑھوں؟ اتنے میں ایک خادم آیا۔ اُس نے میرے
 کپڑے پیچھے سے اٹھا لئے۔ پھر تو میں ستون پر اس طرح چڑھ
 گیا۔ کہ سرے پر جا پہنچا۔ اور ستون کا کڑا پکڑ لیا۔ اُس وقت
 کسی نے کہا۔ خوب زور سے پکڑے رہو۔ ابھی کڑا میرے ہاتھ
 ہی میں تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ خواب حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔
 آپ نے فرمایا۔ جو لہلہاتا ہوا باغ تم نے دیکھا ہے۔ وہ اسلام
 کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ کڑا
 عرۃ الوثقی ہے۔ تم تمام عمر اسلام پر قائم رہو گے۔ قیس نے
 کہا۔ کہ جنہوں نے یہ خواب دیکھا۔ وہ عبداللہ بن سلام ہیں
 اے یہ وہ عرۃ الوثقی ہے۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 لَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

حکایت

ایک شخص حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آیا۔ اور سوال کیا۔ آپ نے اپنی کسی بی بی کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ کچھ کھانے کو لائے۔ انھوں نے کہا۔ کہ میرے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر دوسری بی بی کے ہاں بھیجا۔ وہاں سے بھی کچھ نہ ملا۔ پھر اور بیبیوں کے پاس بھیجا۔ مگر کسی کے ہاں سے کچھ نہ ملا۔ تب آپ نے فرمایا۔ جو اس سائل کی ضیافت کرے گا۔ خدا اس پر رحمت کرے گا۔ یہ سُن کر ابو طلحہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں اس شخص کی ضیافت کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اُس کو اپنے گھر لے گئے۔ اور اپنی بی بی سے پوچھا۔ کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ اُس نے کہا۔ چھوٹے بچوں کے لئے کسی قدر ہے۔ ابو طلحہ نے کہا۔ یوں کرو۔ کہ بچوں کو تو کسی تدبیر سے سلا دو۔ اور جب مہمان دسترخوان پر بیٹھیں۔ تو تم چراغ آگسانے کے بہانے سے چراغ گل کر دینا اور ایسا طریق اختیار کرنا۔ کہ مہمان کو یہ معلوم ہو۔ کہ گویا ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ اُن کی بی بی نے ایسا ہی کیا۔ اور اندھیرے میں ابو طلحہ اور اُن کی بی بی اور مہمان کھانے پر

بیٹھے۔ مہمان نے جو کچھ بستر خوان پر نکھا۔ سب کھا لیا۔ اور ان دونوں میاں بی بی تے بھوکے رات گزاری۔ صبح کو جو ابو طلحہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدائے تمنا نے ابو طلحہ اور اُس کی بی بی سے بہت خوش ہوا۔ یہ آیت بھی انھیں کی شان میں نازل ہوئی۔ **وَيُؤْتِرُونَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَكَوْكَانَ رِبْهَمْ خَصَاصَةً**۔ یعنی یہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ باوجود حاجت اور تنگی کے دوسروں کی ضرورت کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں +

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پوچھا۔ کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہایا کرے۔ تو کیا اُس کے بدن پر کچھ میل رہ جائیگا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں کچھ میل باقی نہیں رہیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پانچوں وقت کی نماز کی یہی مثال ہے۔ اس کے سبب سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں +

حکایت

ایک دفعہ حضرت جابر نے صرف تہم باندھ کر نماز پڑھائی

اس طریق سے کہ اُس نے دونوں کو اپنے گردن سے باندھ لئے۔ باوجودیکہ اُن کے کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر کسی نے کہا۔ کہ آپ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھائی انھوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے تم جیسے بیوقوف کو دکھانے کے لئے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہم لوگوں میں ایک کپڑے سے زیادہ کس کے پاس تھے؟

حکایت

جناب رسالت مآب تہجد کی نماز میں اس قدر کھڑے رہتے تھے۔ کہ پاؤں مبارک پر درم ہو جاتا تھا۔ کسی نے کہا۔ حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ آپ کے تمام گناہ تو بخشتے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں شکر گزار نہ ہوں؟

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عبداللہ آئے۔ اور اپنا ماتھہ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبداللہ! یہ تم نے کیا کیا؟ انھوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت! میں نے سنا ہے۔ کہ آپ بیٹھ کر

نماز پڑھنے کا آدھا ثواب فرماتے ہیں۔ پھر خود بیٹھ کر کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ جو تم نے سنا سچ ہے۔ گریں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ مطلب یہ کہ مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بھی پورا ثواب ملتا ہے +

حکایت

ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ بلال! تم نے بحالت اسلام ایسا کونسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے خدا کی رحمت و مہربانی کی امید کر سکتے ہو۔ میں نے بہشت میں تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے سُنی ہے۔ بلال نے عرض کیا۔ کہ حضرت! میں ایک کام کیا کرتا ہوں۔ کہ جب غسل یا وضو یا تیمم کرتا ہوں۔ تو جس قدر نصیب میں ہوتا ہے۔ نماز بھی پڑھ لیتا ہوں +

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ اور لمبی قراءت اور قیام کے سبب دیر تک اُس میں مصروف رہے۔ جب فارغ ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ سورج اور چاند بھی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی

مرنے جبے سے ان میں ہن نہیں لگتا۔ ان نشانیوں کے ظاہر کرنے سے خدا اپنے بندوں کو خوف دلاتا اور آگاہ کرتا ہے جب سورج یا چاند کو گہن لگا کرے۔ تو خدا کو یاد کیا کرو۔ اُسے پکارا کرو۔ اس کی ہزگیاں بیان کیا کرو۔ نماز پڑھا کرو۔ صدقہ خیرات دیا کرو۔ اور خدا سے بخشش کی دعا کیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ نماز میں آگے بڑھ کر کچھ لیتے۔ اور پھر پیچھے ہٹتے تھے۔ یہ کیا بات تھی؟ فرمایا۔ جب میں آگے بڑھا تھا۔ اُس وقت میرے سامنے جنت تھی۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ اُس میں سے انگور کا ایک خوشہ توڑ لوں۔ اگر میں توڑ لیتا۔ تو تم لوگ قیامت تک کھایا کرتے۔ پھر دوزخ سامنے آئی۔ میں نے ایسی بھیانک اور ڈر دانی کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔ اُس میں زیادہ تر عورتیں دیکھیں۔ صحابہ نے اُس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ کہ عورتیں ناشکری اور احسان فراموشی بہت کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہو۔ جہاں ایک بات اُن کی مرضی کے خلاف ہوئی۔ تو جھٹ کھدیتی ہیں۔ کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں +

حکایت

جابر روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ سرور عالم نے منتر کی

مانعت فرمائی۔ میرے بھائی کو بچھو کا منتر آتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے منتر منع فرمایا ہے۔ اور مجھے بچھو کا منتر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ منتر ہمیں پڑھ کر سناؤ۔ انھوں نے پڑھا (تو اُس میں کفر و شرک کی کوئی بات نہ تھی) آپ نے اُسے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ جس شخص سے جس قدر ہو سکے۔ اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بازار میں تشریف لے گئے۔ تو وہاں ایک گیسوں کا ڈھیر تھا۔ اُس میں میں ہاتھ ڈالا۔ تو اندر سے گیلا معلوم ہوا۔ اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تو گندم فروش نے کہا۔ کہ پانی سے بھیگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو بھیگے ہوئے گیسوں اوپر کیوں نہ رکھے۔ کہ سب لوگ دیکھتے پھر فرمایا۔ جو دغا بازی کرے۔ دھوکا دے۔ وہ مسلمان نہیں۔

حکایت

جنگ بدر کے دن کفار کو شکست ہوئی۔ تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ابو حیل کی خبر لائے۔ کہ جیتا ہے۔ یا مر گیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود اُس کا حال معلوم

کرنے کو گئے۔ تو دیکھا کہ زخمی پڑا ہے۔ اور مرا چاہتا ہے۔ حضرت
 عبد اللہ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر ہلائی۔ اُس نے پوچھا۔ کہ فتح
 کس کی ہوئی؟ انھوں نے جواب دیا۔ کہ خدا اور رسول کی۔ پھر
 اُس کا سر کاٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
 لا ڈالا۔ آپ خدا کا شکر سجا لائے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ اس اُمت کا
 فرعون تھا۔

حکایت

جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ شیطان کے مصاحبوں
 میں سب سے زیادہ اُس کا مقرب وہ ہوتا ہے۔ جو سب سے
 بڑھ کر مفسد اور فتنہ انگیز ہو۔ جب کوئی شیطان ان میں سے
 آکر بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ فلاں
 شخص سے تو چوری کروائی۔ اور فلاں کو شراب پلوائی۔ تو شیطان
 کہتا ہے۔ کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے
 اور کہتا ہے۔ کہ میں مدت تک فلاں شخص کے پیچھے پڑا رہا۔
 یہاں تک کہ اُس میں اور اُس کی بیوی میں جدائی ڈلوا دی۔
 تو شیطان کہتا ہے۔ کہ شاباش! تو نے بڑا کام کیا۔ تو میرا بہت
 پیارا ہے۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے کسی اپنے ہمقوم سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں۔ اُس نے ضامن طلب کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ ضامن خدا۔ پھر اُس نے گواہ مانگا۔ اُس نے کہا۔ کہ گواہ بھی خدا۔ تب اُس نے کہا۔ اچھا خدا سے بڑھ کر ضامن اور گواہ کون ہے اور اُسے ہزار اشرفیاں دیدیں۔ اور ادا سے قرض کے لئے کچھ میعاد مقرر کر دی۔ وہ شخص روپیہ لے کر سوداگری کے لئے سمندر کے سفر میں چلا گیا۔ اور اپنا کاروبار کرتا رہا۔ جب اپنے کام سے فارغ ہوا۔ تو جہاز تلاش کرنے لگا۔ کہ مدت معینہ کے اندر قرض دینے والے کے پاس آکر اُس کا قرض ادا کر دے۔ مگر اُس کو کوئی جہاز نہ ملا۔ تو اُس نے کیا کیا۔ کہ ایک مکڑی کو لے کر بیچ میں سے کریدا۔ اور اُس میں ہزار اشرفیاں بھر دیں۔ اور قرض دینے والے کے نام ایک خط لکھ کر اُس میں ڈال دیا۔ اور اُس کا مُنہ خوب بند کر دیا۔ پھر اُس کو سمندر کے کنارے لا کر کہنے لگا۔ کہ بار خدایا تو جانتا ہے۔ کہ میں نے فلاں شخص سے ہزار اشرفیاں قرض

لی تھیں۔ اُس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا۔ تو میں نے
 کہا تھا۔ کہ خدا ضامن ہے۔ تو وہ تیری ضمانت سے راغبی
 ہو گیا تھا۔ پھر اُس نے گواہ مانگا۔ تو میں نے کہا۔ کہ خدا
 ہی گواہ ہے۔ تو اُس نے تیری گواہی منظور کر لی تھی۔ اب
 میں نے چاہا۔ کہ قرض ادا کرنے کی سبیل کروں۔ اور میں نے
 بہت کوشش کی۔ کہ جہاز ملے۔ لیکن جہاز نہیں ملا۔ اس لئے
 یہ لکڑی تجھ کو امانت سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر لکڑی سمندر
 میں ڈال دی۔ اور خود وہاں سے واپس چلا آیا۔ مگر اُس کے
 بعد بھی جہاز کی تلاش میں رہا۔ اور اُس سے بے فکر نہ ہوا
 جب میعاد معین پوری ہو چکی۔ اور یہ شخص قرض دینے والے
 کے پاس نہ پہنچ سکا۔ اور قرض ادا نہ ہوا۔ تو قرض دینے والا
 ایک دن سمندر کے کنارے یہ دیکھنے نکلا۔ کہ شاید کوئی جہاز
 اُس کا مال لایا ہو۔ اتفاقاً اُس کی نظر اس لکڑی پر پڑ گئی۔
 جس میں مال تھا۔ وہ اُس کو اپنے گھر لے آیا۔ کہ جلائے کے
 کام آئیگی۔ جب اُسے پھاڑا۔ تو اُس میں سے مال اور خط
 دونوں نکل پڑے۔ تب وہ اپنا مال لے کر مطمئن ہو گیا۔ پھر
 ایک مدت کے بعد قرضدار اور ہزار اشرفیاں لایا۔ اور معذرت
 کرنے لگا۔ کہ سجدہ میں ہمیشہ جہاز کی تلاش کرتا رہا۔ کہ تمھارے
 پاس تمھارا مال لاؤں۔ لیکن اب سے پہلے کوئی جہاز اس

طرف آنے والا نہ ملا۔ اب جہاز ملا۔ تو آیا ہوں۔ قرض دینے والے نے کہا۔ بھلا تم نے کبھی میرے پاس کوئی چیز بھی بھیجی تھی؟ اُس نے کہا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اپنے آنے سے پہلے مجھ کو کوئی جہاز ملا ہی نہیں۔ اُس نے کہا خیر حال معلوم ہو گیا۔ جو مال تم نے لکڑی میں ڈال کر بھیجا تھا۔ خدا نے میرے پاس پہنچا دیا تھا۔ یہ اشرفیاں جو تم لائے ہو۔ تمہارا مال ہے۔

حکایت

ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کا تہمد یا پانچامہ ٹخنے سے نیچے لٹکے گا۔ وہ دوزخ میں جائیگا حضرت ابو بکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا تہمد تو لٹک ہی جاتا ہے۔ فرمایا تم غرور سے نہیں لٹکاتے۔

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا نماز خدا کے حکم سے بڑھ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیا کہتے ہو۔ اصحاب نے عرض کیا۔ کہ آپ نے سجائے چار رکعت کے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ تو حضرت نے سلام کے بعد سہو

کے دو بچے کئے۔ اور فرمایا میں بھی انسان ہی ہوں۔ جس طرح تم بھول جاتے ہو۔ اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں۔ تو مجھے یاد دلا دیا کرو *

حکایت

انس کی ماں ام سلیم نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ انس آپ کا خادم ہے۔ اس کے لئے دعائے برکت فرمائیے۔ آپ نے دعا کی۔ کہ اُتھی انس کے مال اور اولاد اور سب چیزوں میں برکت دے۔ انس کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم میرے پاس بہت سال ہو گیا۔ اور اولاد میں یہ برکت ہوئی۔ کہ میرے بیٹے پوتے آج بھی سو سے زیادہ موجود ہیں *

حکایت

مفداد کہتے ہیں۔ کہ ہم تین شخص ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور بھوک کے مارے ہم نہایت کمزور ہو رہے تھے۔ ہم حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ ان تین بکریوں کا دودھ دوہ کر پیا کرو۔ اور ہمیں بھی پلایا کرو۔ ہم تینوں آدمی اُن کا دودھ پیا

کرتے۔ اور حضرت کا حصّہ رکھ چھوڑتے۔ آپ کا دستور تھا۔ کہ رات کو تشریف لاتے۔ اور ہم کو اس طرح آہستہ سلام کرتے۔ کہ جاگتا آہی سُنتا۔ اور سوتا نہ جاگتا۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اور تہجد کی نماز پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر دودھ نوش فرماتے۔ ایک رات کیا اتفاق ہوا۔ کہ آپ انصار کے گھر تشریف لے گئے۔ میں نے اپنے حصّے کا دودھ پیا۔ تو میرا پیٹ نہ بھرا۔ شیطان نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا۔ کہ حضرت جہاں گئے ہیں۔ وہاں سے کھانا کھا کر آئیے۔ تو آپ کے حصّے کا دودھ بھی میں ہی پی لوں۔ سو میں نے اُسے بھی پی لیا۔ مگر پھر افسوس ہوا۔ کہ میں نے حضرت کے حصّے کا دودھ کیوں پیا۔ شاید آپ وہاں سے کھانا کھا کر نہ آئیں۔ اور یہاں بھی آپ کا حصّہ موجود نہ ہو۔ تو میرے حق میں بددعا کریں۔ اور میں نہ دین کا رہوں۔ نہ دنیا کا۔ غرض یہ خیال میرے دل پر ایسا غالب ہوا۔ کہ میری نیند اُچٹ گئی۔ میں جاگتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھی سوتے تھے۔ اتنے میں آپ تشریف لائے۔ اور حسب معمول سلام کیا۔ پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھی۔ پھر دودھ پینے آئے۔ لیکن برتن دیکھا۔ تو خالی۔ اُس وقت آپ نے آسان کی طرف سر اٹھایا۔ میں سمجھا کہ بددعا کریں گے مگر اس رَحْمۃً لِّلْعَالَمِینَ نے ہوں فرمایا۔ کہ آہی جو مجھ کو کھلاتا ہے اُس کو روزی دے۔ اور جو مجھ کو پلاتا ہے۔ اُس کو پانی دے

میں نے خیال کیا۔ کہ اس دعا سے بکریاں موٹی ہو گئی ہوئگی۔ مگر دیکھا۔ تو بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو دوہا اور دودھ حضرت کے پاس لے گیا۔ آپ نے پوچھا۔ تم لوگ اپنے حصے کا دودھ پی چکے ہو؟ میں نے کہا۔ جی ہاں ہم پی چکے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا بچا ہوا دودھ مجھ کو دیا۔ میں اس کو بھی پی گیا۔

مصرع۔ خدا دیوے تو بندہ کیوں نہ لیوے۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ خوب سیر ہو گئے ہیں۔ تو میں نہایت خوش ہوا۔ اور بے ساختہ ہنس پڑا۔ اور آپ کی خدمت میں یہ تمام ماجرا بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میاں! یہ دوسری بار کا دودھ تو صرف خدا کی رحمت تھی۔ تم نے پہلے نہ بتایا۔ نہیں تو ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگاتے۔ اور یہ رحمت کا دودھ اُن کو بھی پلاتے +

حکایت

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ** (یعنی مسلمانو! اپنی آوازوں کو رسول خدا کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو۔ اور نہ ان کے سامنے بہت زور

سے بات کرو۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے زدر زور سے بولا کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو تو ثابت بن قیس نے جو قبیلہ انصار کے خلیب اور نہایت بلند آواز تھے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ اور یہ خیال کیا کہ میری آواز حضرت سے اونچی ہے۔ میں بولوں گا۔ تو میرے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ ایک روز حضرت نے سعد بن معاذ سے پوچھا۔ کہ ثابت بن قیس ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ کیا بیمار ہیں؟ سعد نے کہا کہ ہیں تو وہ میرے ہمسائے۔ مگر مجھے اُن کی بیماری کا حال معلوم نہیں۔ پھر سعد نے ثابت سے حال دریافت کیا۔ اور نہ آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا۔ کہ میری آواز سب سے بلند ہے۔ تو خدا کے ارشاد کے مطابق میں تو دوزخی ہو جاؤں گا۔ سعد نے یہ وجہ حضرت کی خدمت میں بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دوزخی نہیں ہونگے وہ تو بہشتی ہیں۔ یعنی آیت کا یہ مطلب نہیں۔ جو ثابت سمجھے ہیں بلکہ پیغمبر کے روبرو ابی سے شور کرنا خدا نے منع فرمایا ہے

حکایت

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب نے مجھ کو صدقہ عید الفطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ میں ایک رات

پہرہ دے رہا تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور ڈھیر میں سے اناج لینے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تجھے جناب رسول خدا کی خدمت میں پکڑے لئے چلتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ میں مسکین ہوں۔ عیال دار ہوں۔ مجھ کو چھوڑ دو۔ صبح کو جو میں حضرت کین خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابو ہریرہ! رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ محتاجی اور عیال داری کا عذر کر کے منت کرنے لگا۔ اس لئے میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹا ہے۔ اور پھر آئیگا۔ تب تو میں اُس کی تاک میں رہا۔ اور وہ دوسری رات پھر آیا۔ اور لگا اناج اٹھانے میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ میں تجھے کو جناب رسول اللہ کی خدمت میں پکڑے لئے چلتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو حضرت نے پھر پوچھا۔ کہ تمہارے قیدی نے رات کیا کیا۔ میں نے جو حال گزرا تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹا ہے اور آج رات کو پھر آئیگا۔ میں پھر اُس کی تاک میں رہا۔ اور وہ تیسری رات کو پھر آیا۔ اور اناج لینے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑا۔ اور کہا۔ اب تجھ کو ضرور حضرت کی خدمت میں لیجوں گا۔ اُس نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں۔ جس سے خدا تم کو فائدہ دے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر

جایا کرو۔ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان مقرر رہا کریگا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس نہ پھٹکا کریگا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اُس کو چھوڑ دیا جب صبح کو حضرت کی حدیث میں حاضر ہوا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ تمہارے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس نے مجھے ایک فائدے کی چیز بتائی۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا۔ کونسی چیز اُس نے بتائی۔ میں نے سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہے تو وہ جھوٹا۔ لیکن اس بات میں وہ تم سے سچ بولا۔ پھر فرمایا کہ ابو ہریرہ! تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم تین رات کس شخص سے گفتگو کرتے رہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت مجھے تو معلوم نہیں۔ فرمایا وہ شیطان تھا۔

حکایت

حضرت معاذ کا دستور تھا۔ کہ عشا کی نماز تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے۔ پھر اپنی قوم میں جا کر امامت کرتے۔ ایک بار انہوں نے سورت بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ چونکہ وہ بہت لمبی سورت ہے۔ اس لئے ایک شخص زیادہ نہ ٹھہر سکا۔ اور جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ کے اپنے گھر

چلا گیا۔ یہ کیفیت معاذ کو حلوم ہوئی۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ وہ منافق ہے۔ کسی نے اُس شخص سے کہہ دیا۔ کہ معاذ تمھیں منافق کہتے ہیں۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت ہم کھیتی والے لوگ ہیں۔ تمام دن محنت کر کے تھک جاتے ہیں۔ رات کو اتنی ہمت اور طاقت نہیں رہتی۔ کہ بڑی لمبی لمبی رکتیں پڑھیں۔ رات معاذ نے سورت بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ میں تھکا ہوا تھا۔ اپنی نماز علیحدہ پڑھ کے گھر کو چلا گیا۔ تو معاذ نے مجھ کو منافق کہا۔ آپ نے یہ سن کر معاذ سے فرمایا۔ کہ معاذ کیا تم فتنہ ڈالنا چاہتے ہو؟ یعنی لمبی قراءت پڑھ کر لوگوں سے نماز چھڑا دو گے؟ دیکھو واشتمس وضعمہا اور سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ایسی ہی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا کرو۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ کہ ہنستے تھے۔ تو مسکرا کر کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ اور جب آدمی اور بادل آتا۔ تو گھبرا جاتے۔ اور دعائے خیر کرنے لگتے۔ اور خوف کے سبب کبھی اُٹھتے۔ کبھی بیٹھتے۔ اور جب تک مینہ نہ برستا۔ تب تک یہی حالت رہتی۔ ایک دن حضرت عائشہ نے کہا۔

یا رسول اللہ لوگ بادل دیکھتے ہیں۔ تو خوش ہوتے ہیں کہ میٹھ برسے گا۔ لیکن آپ کا یہ حال ہے۔ کہ جب بادل آتا ہے۔ تو آپ کے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عاگشہ! بے خوف ہونے کی کونسی وجہ ہے۔ مجھ کو یہ ڈر رہتا ہے۔ کہ کہیں اس آندھی اور بدلی میں عذاب الہی نہ ہو۔ قوم عاد پر جو عذاب آیا تھا۔ تو آندھی کی صورت میں۔ ایک قوم پر عذاب بادل کی شکل میں آیا۔ تو انھوں نے بادل دیکھ کر کہا کہ یہ خوب میٹھ برسا بیٹگا۔ مگر وہ بادل ابر رحمت نہیں تھا۔ خدا کا غضب تھا۔ جو ان پر نازل ہوا۔

قصہ

حضرت عائشہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک قصہ بیان کیا۔ کہ ایک مجلس میں گیارہ عورتیں جمع تھیں۔ انھوں نے آپس میں عہد کیا۔ کہ اپنے اپنے شوہروں کے سب حالات اور عادات کھول کر بیان کریں۔ اور کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں۔ پہلی نے کہا کہ میرا خاوند ایسا ہے۔ جیسے اونٹ کا ڈبلا پتلا گوشت اور وہ بھی پہاڑ پر۔ کہ نہ زمین ہموار ہے۔ کہ آسانی سے چڑھ جائیں۔ اور نہ موٹا گوشت ہے۔ کہ رغبت و خواہش سے لے آئیں۔ یعنی نالائق ہے۔ اور کسی کام کا نہیں۔ دوسری نے کہا۔

کہ میں اپنے خاوند کے حالات بیان نہیں کروں گی۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے
 کہ کوئی بات رہ نہ جائے۔ (یعنی اُس میں اتنے عیب ہیں۔ کہ اگر
 ان کو بیان کرنے لگوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ سب کو بیان نہ کر سکوں
 تیسری نے کہا۔ کہ میرا خاوند لمبا اور ڈبلا سا ہے۔ اور عجب مزاج
 کا شخص ہے۔ کہ اگر مُنہ سے کوئی بات نکالوں۔ تو طلاق دینے
 کو طیار ہو۔ اور اگر چپ رہوں۔ تو ادھر لٹکا دے۔ یعنی نہ کھانا دے
 نہ کپڑا دے۔ نہ ادھر کی رکھے نہ اُدھر کی۔ چوتھی نے کہا۔ کہ میرا
 خاوند جیسے تمامہ کی رات۔ نہ گرمی نہ سردی۔ نہ خوف نہ اُداسی۔
 پانچویں نے کہا۔ کہ میرا خاوند گھر میں آئے۔ تو چیتے کی طرح سو
 رہے۔ اور باہر نکلے۔ تو شیر بن جائے۔ اور عہد شکنی کی جائے
 تو کبھی پریشش نہ کرے۔ یعنی بردبار اور صاحب حوصلہ ہے۔
 چھٹی نے کہا۔ کہ میرا خاوند کھانے لگتا ہے۔ تو سب کھا جاتا ہے
 پینے لگتا ہے۔ تو سب پی جاتا ہے۔ لیٹتا ہے تو اپنا بدن لپیٹ
 لیتا ہے۔ اور میری طرف التفات نہیں کرتا۔ کہ دکھ درد سے
 آگاہ ہو۔ یعنی حیوانوں کی طرح صرف کھانے پینے اور سو رہنے
 سے کام ہے۔ بیوی کی بات تک نہیں پوچھتا۔ ساتویں نے کہا۔
 کہ میرا خاوند نہایت شریر اور سخت بے عقل ہے۔ دنیا میں کوئی
 عیب نہیں۔ جو اُس میں نہ ہو۔ ظالم ایسا کہ کسی کا سر پھوڑ ڈالتا
 ہے۔ کسی کا ہاتھ توڑ ڈالتا ہے۔ یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑ ڈالتا

ہے۔ اٹھویں نے کہا کہ میرے خاوند کا یہ حال ہے۔ کہ ہاتھ لگاؤ تو خرگوش کی طرح نرم۔ سو گھو تو زرب کی طرح خوشبو۔ یعنی اُس میں ظاہر کی بھی خوبیاں ہیں۔ اور باطن کی بھی۔ نویں نے کہا۔ کہ میرا خاوند عالی شان محل والا۔ لمبے قد والا بہت سی راکھ والا یعنی اُس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ اور اُس سے راکھ بہت نکلتی ہے (اُس کا مکان مسافر خانے سے قریب ہے۔ یعنی فیاض اور سخی ہے اُس کا لنگر خانہ جاری ہے) دسویں نے کہا۔ کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب مالک ہے۔ اُس میں اتنی خوبیاں ہیں کہ میں اُن کو بیان نہیں کر سکتی۔ اُس کے اونٹوں کے شتر خانے بہت ہیں۔ اور چراگا ہیں کم ہیں (یعنی ضیافتوں میں اُس کے یہاں اونٹ بہت ذبح ہوا کرتے ہیں۔ اس سبب سے جنگل میں کم چرنے جاتے ہیں) جب اونٹ بابجے کی آواز سنتے ہیں۔ تو یقین کر لیتے ہیں۔ کہ ذبح کئے جائیں گے۔ گیارھویں نے کہا۔ کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے۔ سبحان اللہ ابو زرع کا کیا کہنا ہے۔ اس نے میرے کان زیور سے آراستہ کر دیے۔ اور میرے بازو چربی سے بھر دیے (یعنی گوشت اور گھی کھلا کھلا کر خوب موٹا کر دیا) اُس نے

۱۰ زرب ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے ۛ

۱۱ ضیافتوں میں راگ اور بابجے کا معمول تھا۔ اس لئے بابجے کی آواز سنکر اونٹوں کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا ۛ

مجھ کو نہایت خوش اور بہت آرام و آسائش میں
 میں رکھا۔ بیچارے بھیڑ بکری والے بھی کسی شمار میں ہیں
 اس نے مجھ کو بھیڑ بکری والوں میں پایا۔ جو پہاڑ کے کنارے
 رہتے تھے اور مجھ پر اتنی مہربانی کی کہ گھوڑے اور
 اونٹ اور کھیست اور خرمن کا مالک کر دیا۔ (یعنی میں
 غریب تھی اس نے مجھ کو مالدار کر دیا)۔ میں اس کے
 پاس بات کرتی ہوں تو مجھے کچھ نہیں کہتا۔ سوتی
 ہوں تو صبح کر دیتی ہوں۔ (یعنی سمجھ کام کاج نہیں
 کرنا پڑتا اور بے فکری سے سوتی ہوں) کھاتی ہوں
 تو خوب سیر ہو کر۔ ماں ابو دسح کی اس کا بھی کیا کہنا
 بڑی بڑی گھٹڑیوں اور فراخ گھر کی مالک۔ اس
 کا بیٹا بھی ماشا اللہ بہت خوب۔ اس کی خوابگاہ جیسے
 تلوار کا میان (یعنی نازمین اور نازکبدن ہے)۔ اس
 کو حلوان کا ہاتھ سیر کر دیتا ہے۔ (یعنی قلیل غذا
 کم خور ہے)۔ اس کی بیٹی بھی چنم بد دور مجموعہ
 محاسن ہے۔ اپنے ماں باپ کی فرماں بردار۔ اپنے
 لباس کو بھرنے والی۔ اور اپنی سوکن کی رشک ہے
 (یعنی جیم و جامہ زیب اور اپنے خاوند کی پیاری
 ہے)۔ اس کی لونڈی بھی بہت اچھی۔ ہماری بات

ظاہر نہیں کرتی اور ہمارا کھانا اٹھا کر نہیں لے جاتی۔
 اور ہمارا گھر کوڑے سے آلودہ نہیں رکھتی۔ (یعنی
 پردہ در نہیں۔ چوٹی اور بد دیانت نہیں۔ اور گھر
 کو صاف اور ستھرا رکھتی ہے)۔ غرض اس گھر
 کے جتنے آدمی ہیں سب خوبوں کے مالک ہیں۔

ایک دن کیا اتفاق ہوا کہ ابو زرع جو باہر نکلا
 تو ایک عورت مل گئی جس کی گود میں چیتے جیسے دو
 بچے اناروں سے کھیل رہے تھے (ابو زرع کو خدا
 جالے اس کی کونسی بات پسند آگئی، اس نے مجھے
 تو طلاق دیدی۔ اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے
 بھی ایک سردار آدمی سے نکاح کر لیا۔ جو گھوڑے
 کا شہسوار اور نیزہ باز ہے۔ اُس نے مجھ کو چوپائے
 جانور بہت دئے۔ اور ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا
 دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ ام زرع! خود بھی کھاؤ
 اور اپنے کنبے کے لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ام زرع نے
 اپنی سہیلیوں سے کہا۔ کہ اگر میں ان سب چیزوں
 کو جمع کروں۔ جو دوسرے خاوند نے مجھ کو دیں۔
 تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ ہوں۔
 یعنی پہلے خاوند کا احسان اتنا بڑا ہے کہ دوسرے

خاوند کا احسان اس کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔
 جب حضرت عائشہ اس قصے کو ختم کر چکیں تو
 جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ عائشہ! میں بھی
 تمہارے حق میں ایسا ہی ہوں۔ جیسے ابو زرع
 اُم زرع کے حق میں تھا۔

حکایت

ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ
 مجھے قُلْ مَہُو اللہ سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے
 فرمایا اس کی محبت تم کو بہشت میں لے جائیگی

حکایت

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ ایک شخص نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ کہ خدا
 فلاں شخص کو ہرگز نہ بخشے گا۔ خدا کو اس کا یہ کہنا
 بہت ناپسند ہوا تو فرمایا۔ کہ یہ کون قسم کھائی والا
 ہے۔ کہ میں فلاں شخص کو نہ بخشوں گا۔ نے میں
 نے اس کو بخش دیا۔ اور قسم کھانے والے

کے عمل ضائع کر دے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھ کر فرمایا۔ تو نے چوری کی۔ اُس نے کہا کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے ہرگز چوری نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے تئیں جھٹلاتا ہوں۔

حکایت

جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنے کا زمانہ قریب آیا تو پہلے آپ ایسے سچے خواب دیکھنے لگے۔ جن کی تعبیر صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتی۔ پھر آپ کو گوشہ نشینی کا شوق ہوا۔ تو آپ کیا کرتے۔ کہ چند روز کے کھانے پینے کی چیزیں غار حرا میں لے جاتے۔ اور وہیں عبادت کیا کرتے۔ یہاں تک کہ اُسی غار میں

آپ پر وحی نازل ہوئی۔ ایک دن فرشتہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تب فرشتے نے آپ کو پکڑ کر خوب دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر دوبارہ خوب دبوچا۔ جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر تیسری بار بھی خوب دبوچا۔ جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے۔ اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

آپ ان آیتوں کو یاد کئے ہوئے ڈرتے اور کانپتے

۱۰ اے پیغمبر خدا کا نام لے کر (قرآن جو تم پر وحی نازل ہوگا) پڑھ چلو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا (اور) آدمی کو گوشت کے ٹھنڈے سے بنایا تو (قرآن) پڑھ چلو اور (خدا کی طرف سے علم لدنی کے چل ہونے کے امیدوار رہو کیونکہ) تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے آدمی کو قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور وحی کے ذریعے سے بھی انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اس کو معلوم نہ تھیں +

بی بی خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے کپڑا اڑھا
 دو۔ انھوں نے کپڑا اڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔ تو
 آپ نے بی بی خدیجہ سے یہ ماجرا بیان فرمایا اور کہا
 کہ مجھے تو اپنی جان کا خوف ہے۔ بی بی خدیجہ نے
 کہا خوف نہ کیجئے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی رسوا اور ضائع
 نہ کریگا۔ آپ تو قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرتے
 ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔
 محتاجوں کی خبر لیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور
 حق والوں کے مددگار ہیں۔ پھر بی بی خدیجہ آپ کو
 اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں
 اور ان سے کہا۔ ذرا اپنے بھتیجے کا حال سنئے۔ ورقہ
 نے حال پوچھا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے تمام سرگزشت بیان فرمائی۔ ورقہ نے کہا۔ یہ وہی
 فرشتہ ہے۔ جو موسیٰ پر وحی لایا کرتا تھا۔ وہ زمانہ
 قریب آنے والا ہے کہ آپ کی قوم آپ کو وطن
 سے نکال دیگی اے کاش میں آپ کی نبوت اور
 دعوت اسلام کے وقت جوان رہتا۔ اے کاش میں
 اُس وقت تک زندہ رہوں۔ آپ نے پوچھا کہ میری قوم مجھ کو
 وطن سے نکال دیگی؟ ورقہ نے کہا ہاں۔ جو شخص نبوت اور

شریعت کے احکام پھیلانا چاہتا ہے اُس کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا ہے اگر میں اس زمانہ تک رہا تو آپ کی پورنی مدد کرونگا مگر ورقہ نے بہت جلد انتقال کیا۔ اس کے بعد آپ پر وحی کا آنا چندے موقوف رہا۔ پھر تو آپ نہایت غمگین اور بے قرار ہوئے۔ اور بار بار ارادہ کرتے تھے کہ پہاڑ پر چڑھ کر اور وہاں سے اپنے تئیں گرا کر ہلاک کر ڈالیں۔ چنانچہ جب اس ارادے سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے۔ اُسی وقت جبریل ظاہر ہوتے اور فرماتے محمد! آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ یہ سن کر آپ کے دل کو اطمینان ہو جاتا اور بے تابانی و بے قراری جاتی رہتی +

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قرآن مجید مع ترجمہ جدیدی بفتح الحمید

تمام ہندستان کے مسلمانوں کو اپنی بان میں قرآن مجید ایک ایسے ترجمے کے نہایت رز و مند
 اور اعلیٰ آنکھیں ترجمے کو کمال شوق سے مٹھتی تھیں جہاں ہاورہ اور جسنہ قول ویز بھی ہو۔ اور
 مطالعہ قرآن کو صحت کیساتھ اور اعلیٰ معنی مستعد و معتبر بھی ہو خدا کا لاکھ شکر ہے کہ انکی یاد رز و
 یوئی ہوئی اور ایک نثر ترجمہ فتح الحمید میں سب صاف عطا و بلا کمال پائے جاتے ہیں شائع ہو گیا خدا نے اس
 ترجمے کو ایسی قبولیت بخشی ہے کہ قابلہ ہفتے ہی اسکی تمام ملک میں ہوم چمکی جس نے سنا دیکھے اس شائق ہوا اور
 جس نے دیکھا اس شائق کہنے لگا یہ کن ہرگز ذوال نبینہیں کہ جس طرح قرآن مجید کی میں بلا جانتے ہی طرح فتح الحمید
 اردو میں نکلا ہے اس کے ترجمہ میں سبھی طرح محفل صاحب لاندھری ہیں جنکی تصنیف کی تمام سرکار و
 اہل زبان حیرت انگیز تعریف کرتے ہیں کچھ خواص ہی اسکے مطالعے سے لطف بے پایاں حاصل نہیں کرتے بلکہ
 عوام بھی اسکو پڑھ کر بے انتہا خوش ہونے لگے ہیں ایک ادانت سن سنا کرتا ہے۔ مشعر

زفر قیام ہر کجا کرے محرم کشتہ میں ل میکشد کہ جا اینجا است
 اس ترجمے کے پڑھنے والا اسکے ایک ایک لفظ میں ہر کشتہ دیکھتا ہے جو وہ من ل کو زور کہنے لیتا ہے اس ترجمہ کا
 ایسا ادالیا گیا کہ ہر مسلمان جو سچے اسکی نسبت لکھتا ہے کہ ترجمہ ہر کشتہ کے عینا اور سچے لکھا ہے اور اسکی تکرار و ترجمہ
 جناب مولوی سید علی صاحب منہج الا شاعت پنجاب کی لئے طبقات علم میں بت بڑی وقت لکھتی ہے
 خبر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید جتنے ترجمے اس وقت تک ہوئے ہیں سب کی نظر سے گذرے ہیں مگر جس ترجمے کو ہم
 زیادہ پسند کیا اور جس میں فی الواقع سب سے بڑھ کر خوبیاں ہیں فتح الحمید ایسے ہی ترجمے کی مسلمانوں کی سخت
 ضرورت تھی زبان کی نفاست اور سلاست اور متانت جو اس ترجمے میں وہ اردو میں نہیں مل سکا کہ جو
 والا جیسا کہ اٹھتا ہے کہ کشتی نیت فصیح اللسان ملی خاد کا کیا ہوا ہے مترجم نے مستعد و عرق ریزی سے
 با محاورہ اور معنی خیز نہیں کی ہے اس کے زیادہ اہتمام اس کی صحت میں کیا ہے یعنی ایک ایک لفظ
 معتبر اور مستند تفاسیر کی کسوٹی پر پرکھ کر لکھا ہے عرض یہ ترجمہ تمام موجودہ تراجم سے ممتاز ہے اور
 ان سب پر فوقیت رکھتا ہے قیمت بلا جلد تین روپے۔

ان تمام کتابوں کے طے کا پتا یہ ہے

مذیر محمد خان کمپنی لاہور

بچوں کی سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں
پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب اُس کا بچہ اردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہو جائے تو سب سے
پہلے اُس کو الاسلام پڑھائے۔ تاکہ اسلام کے عقائد سے واقف ہو۔ اور اُن کو
خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھے۔ بعض
اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اس کو اپنے مدارس میں داخل نصاب مذہبی کر لیا
ہے۔ قیمت آٹھ آنے +

نفائس القصص والحکایات

پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں نہایت سلیس اردو میں لکھے
گئے ہیں۔ اول تو قصے جو انسان کو بالطبع مرغوب ہیں پھر خلاق فصاحت کے بیان
فرمائے ہوئے۔ نامکمل تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھی نہت رکھتا ہو اور اُس کے
دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی عزت و عظمت کو ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت
حاصل نہ کرتا۔ یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہو
اس میں کچھ کلام نہیں کہ یہ قصے بچوں کو بچپن ہی میں ایمان کا راستہ دکھانے والے
اور اُن کو مومن صادق بنانے والے ہیں یعنی اُن کے پڑھنے سے توحید اُن کے
دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اور وہ تمام عملاً یا کلاماً پر قائم رہتے ہیں۔ معتقدات کے علاوہ
خلاقی باتیں اُن کی جبلت پر نہایت کرتی اور انھیں مہذب و شائستہ بناتی ہیں۔ غرض

بچہ ان کو پڑھ کر پاکیزہ خیال اور صلاح الاعمال بتاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کتاب
نعمت عظمیٰ ہے۔ قیمت چھ آنے +

المصحف المولف

یعنی قرآن مجید موشح صنعت الف

اس قرآن مجید کی ہر سطر حرف الف سے شروع ہوتی ہے۔ ممکن نہیں کہ تمام قرآن مجید
میں اول سے آخر تک ایک سطر بھی ایسی ہو جس کے شروع میں الف کے سوا کوئی اور حرف
ہو۔ ایسا نادر تحفہ آپ نے کم دیکھا ہوگا۔ یہ صرف دیکھ کر دل خوش کر سنے اور تبرک کے طور پر
گھر میں رکھنے کی چیز نہیں۔ بلکہ جس طرح اؤر مصاحف پر تلاوت کی جاتی ہے
اسی طرح اس پر بھی تلاوت کیجئے۔ جس صفحے پر نظر کرو۔ اس کی تمام سطروں کے
آغاز میں اوپر سے نیچے تک الفوں کی قطار عجب بہار دکھاتی ہے۔ اس صنعت
د خوبی کا پید کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ اس پر جس قدر محنت اور وقت اور روپیہ
صرف ہوا ہوگا اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ نہایت خوش خط۔ سفید ولایتی
کاغذ پر اعلیٰ درجے کے، ہتھام سے چھپ رہا ہے۔ ہدیہ بلا جلد و روپیہ مقرر کیا گیا
ہے تاکہ ہر شخص آسانی سے اس نعمت کو حاصل کر سکے +

ان تمام کتابوں کے لئے کا پتا یہ ہے۔

نذیر محمد خان کمپنی لاہور

P9251A

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعاد لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۷
 ۳۰
 ۱۵
 ۲۸
 ۹
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰-۶-۵۴
 ۴۰۱
 ۹۱۲۱۵۶
 ۳۱۷۱۵۸

۲۹۷۵۱۸

فتح محمد خان صاحب
نفاس القصص والحيات

[illegible]